اخبار احمدیہ

قادیان ۶ ستمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۳۱ اگست کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ۔

مورخہ ۳۰ اگست۔ صبح حضور رخصت عشرہ کے لئے بذریعہ موٹر کار ربوہ سے باہر تشریف لے گئے اس عرصہ کے لئے حضور نے ربوہ میں محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل کو امیر مقامی مقرر فرمایا ہے۔

ربوہ۔ ۳۱ اگست۔ حضرت سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ مدظلہا کو بے چینی اور گھبراہٹ کی تکلیف رہی۔ احباب جماعت سیدہ موصوفہ کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

" ۔ حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب کو گذشتہ تین چار روز سے سخت بے چینی اور گھبراہٹ رہی ہے۔ کمزوری بہت زیادہ ہے۔ احباب ڈاکٹر صاحب موصوف کی شفاء کامل و عاجل کے لئے دعا فرمائیں۔

قادیان ۶ ستمبر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالےٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ

اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف نفرت و حقارت کی مہم

اخبار پربودھ جگت گورداسپور کے ایڈیٹر کی دیدہ دلیری

از مکرم ایڈیشنل ناظر صاحب امور عامہ قادیان

یہ افسوس کا مقام بھی ہے اور ہمارے دیش کی بدقسمتی بھی کہ اس کے کسی نہ کسی کونے سے آئے دن کوئی سرپھرا اسلام اور حضرت بانی اسلام محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کے خلاف تحریری و تقریری طور پر ہتک آمیز کلمات استعمال کرتا اور بدکلامی کا مظاہرہ کرتا رہتا ہے۔ جس سے مسلمانان ہند کے جذبات مجروح اور مذہبی احساسات کی تذلیل ہوتی ہے۔

آجکل کچھ اخباروں کا اور ان کے کالم نویس حضرات کا یہ دلچسپ مشغلہ ہو گیا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کی موجودہ کمزور حالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمان بادشاہوں کے خلاف حقارت و نفرت کا یہ پیگنڈا تیز تر کر دیا ہے اور اس کے در پردہ دراصل اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف نفرت کی مہم چلا رہے ہیں۔

ہم اگرچہ زمانہ گذشتہ کے مسلمان بادشاہوں کے افعال و کردار کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ اور نہ ہی ان کی طرف سے وکالت کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن معاندین اور معترضین کو یہ سمجھنا نہایت ضروری خیال کرتے ہیں کہ ان بادشاہوں نے حالات کے تقاضوں کے مطابق جو بھی قدم اٹھائے۔ اس کے لئے موجودہ نسلیں جوابدہ نہیں ہیں

اور نہ ہی ڈیڑھ صدی پرانے ان کے اقدامات کو ظلم و تشدد کی حاشیہ آرائی کے ساتھ زمانہ حال کے لوگوں کے سامنے پیش کرنا ملک و ملت کے لئے مفید یا اس کی کوئی خدمت سمجھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ہم یہ بھی پسند نہیں کرتے کہ مسلمان اٹھ کر پرانے زمانہ کے راجوں مہاراجوں کے مظالم گنانا شروع کر دیں۔ یا سکھ اٹھ کر ہندو یا مسلمانوں کے زمانہ عروج کے واقعات پر تشدد اور مظالم کے رنگ بھر کر بیان کرنا شروع کر دیں۔ اور اس طرح ہندوستان میں ان تین مذاہب کے پیروکار ایک دوسرے کے خلاف نفرت و حقارت کی مہم چلا کر اہل وطن کو مصروف جنگ و جدل کر دیں۔ اگرچہ مشاہیر اسلام اور ہندوستان کے مسلمان فرمانرواؤں کے خلاف نفرت و حقارت کی چلائی جاری مہم کے متعلق تصویر کا دوسرا رخ بھی بہت نہایت حسین و جمیل ہے کہ یہ مسلمان بادشاہ ہندوستان کو اپنا ملک سمجھتے ہوئے اس کی ترقی و بہبودی اور خوشحالی کے لئے جو شاندار خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔ اور مسلم و غیر مسلم کے امتیاز سے بالا ہو کر ہر اہل وطن کے ساتھ جس رواداری۔ فراخ دلی اور فیاضی کا سلوک روا رکھتے رہے ہیں۔ وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ جسے ہندو مورخ اور زمانہ حال کی مہاتما گاندھی۔ مسز سروجنی نائیڈو۔ پنڈت نہرو جیسی زیرک اور نامور ہستیاں بھی مسلمان

بادشاہوں کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکے جنہیں پیش کر کے معاندین اور معترضین کو شرمندہ و لاجواب کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ان بحثوں میں پڑنے سے کیا فائدہ کہ ایک خلاف لکھتا رہے اور دوسرا تردید کرتا رہے۔

مسلمان بادشاہوں۔ ہندو اور سکھوں کے راجوں مہاراجوں نے اپنے اپنے زمانہ میں جو کام کئے۔ ان کو ظلم و تشدد کی داستانوں کی شکل دے کر بیان کرتے پھرنا موجودہ نسل کے دماغوں کو نفرت و حقارت سے آلودہ تو کر سکتا ہے ہندوستان میں بسنے والی مختلف اقوام کے لئے فتنہ و فساد اور تباہی و بربادی کا باعث ہو سکتا ہے لیکن ایسے زہریلے پروپیگنڈے کو ہندوستان کے مختلف مذاہب اور اس ملک میں بسنے والی مختلف اقوام کے درمیان اتحاد و اتفاق محبت و پیار کی فضا پیدا کرنے کا ذریعہ نہیں سمجھا جا سکتا۔ ہندوستان میں پائے جانے والے مذاہب و اقوام میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔ بہت سی عادات و خصائل مشترک ہیں۔ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است۔ بادشاہوں راجوں مہاراجوں کے اچھے اچھے رواداری۔ فیاضی۔ فلاح و بہبود کے کاموں اور حسن انتظام کے واقعات کو بیان کر کے محبت و پیار کی فضا پیدا کی جا سکتی ہے۔ اس

آنکھ کو بند رکھنا چاہیئے۔ جو ہرن کے پیٹ میں گوبر بند دیکھتی ہے۔ لیکن اس آنکھ کو کھلا رکھنا چاہیئے جو ہرن کے نافہ میں مشک آہو کا مشاہدہ کر لیتی ہے۔ اس آنکھ کی بینائی سے کیا فائدہ جو دوسروں کے محاسن نہ دیکھ سکے۔ اور صرف بدی دیکھنے والی آنکھ کو کیوں کھلا رکھا جائے۔

ایک اور بات جو اہل وطن کے ذہن نشین کرانی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ انگریز جو اپنے دور حکومت کے استحکام کے لئے کسی دجل و فریب سے کام لینا معیوب نہیں سمجھتے تھے۔ ان کی ہندوستان میں دو سو سالہ حکومت قائم رکھنے کا راز اس میں مضمر تھا کہ "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو"۔ انہوں نے مسلمانوں۔ ہندوؤں سکھوں کو ایک دوسرے سے متنفر کرنے کے لئے ان کی تاریخیں بدل ڈالیں۔ اور انگلستان میں بیٹھ کر مظالم کی من گھڑت داستانوں پر مشتمل تاریخ مرتب کی۔ اگر نکولاس منوچی نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے متعلق زہریلا مواد تیار کیا۔ تو مس میو نے کتاب "مدر انڈیا" لکھ کر ہندو قوم کے جذبات کو مجروح کیا۔ پس اگر آج کوئی ہندوستانی مفکر اور مورخ ایک دجال اور عیار انگریز کے نفرت بھرے لٹریچر کا سہارا لے کر اپنے اہل وطن بھائی ہندوؤں۔ ان کے بزرگوں اور ان کے نبیوں اور رسولوں پر گندا اچھالتا پھرتا ہے۔ تو اس کی تاریخ دانی پر جس قدر بھی ماتم کیا جائے اتنا ہی کم ہے۔ اور اس کی بے علمی اور کم عقلی کا زیادہ سے زیادہ ذکر کرنا چاہیئے۔ یہ ترقی کا دور قوموں کو متحد کرنے ان کو قریب لانے اور ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کا دور ہے۔ نہ کہ اختلافات کو ہوا دینے۔ بغض و عداوت کے جذبات کو بھڑکانے اور منافرت کی خلیج کو وسیع کرنے کا۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رہنما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ایک انگریز اور عیسائی آخر مسلمان تو نہیں ہے جو اسلام اور پیغمبر اسلام کا نام عزت سے لے۔ اور اس کے لئے آپ کی عزت و ناموس کے متعلق تعصب و عناد اور نفرت و حقارت کے جذبات کے اظہار میں کوئی امر مانع ہو۔ لیکن کیا اس کو جائز سمجھا جا سکتا ہے کہ کسی انگریز کی دیکھا دیکھی یا انگریز کی کسی کتاب کے حوالہ سے اسلام و پیغمبر اسلام کی مقدس شان میں کوئی ہندی بھی واہی تباہی بولنا شروع کر دے۔ تو اسے بے گناہ اور بے قصور سمجھا جائے یہ کیوں نہ سمجھا جائے کہ خود اس کا دل و دماغ اسلام و پیغمبر اسلام کے متعلق جو نفرت و حقارت کے جذبات سے بھرپور ہے اور وہ کسی انگریز کی کتاب کے حوالہ کی آڑ لے کر اپنے اندرونہ کا اظہار کر رہا ہے۔ اور اس بہانہ سے اپنی گندی ذہنیت کا مظاہرہ کر رہا ہے۔

اسلام اور پیغمبر اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جس طرح تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و تکریم کرتے ہو اسی طرح ہندوؤں عیسائیوں۔ یہودیوں اور دیگر مذاہب کے رسولوں کی توقیر و احترام بھی کرو۔ اور سب قوموں اور ملکوں کے راہنماؤں اور بزرگوں کو عزت سے یاد کرو۔ ہم بحیثیت ایک سچے مسلمان ہر مذہب کو بنیادی طور پر سچا جانتے ہیں۔ اور ہر مذہب کے رسولوں رشیوں۔ منیوں اور اوتاروں کو برگزیدہ برتر سمجھتے ہیں۔ لیکن افسوس اور ہزار افسوس کہ ہماری ہموطن دوسری اقوام اگر مسلمانوں کو۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کو نظر حقارت سے دیکھیں۔ برے ناموں سے یاد کریں اور عزت و ناموس پر رکیک حملے کریں۔ اور ان کی شانِ اقدس کے متعلق زبان درازی اور بیہودہ گوئی کا مظاہرہ کریں۔ ایسی حرکتیں عداوت و دشمنی کی جوالا مکھی تو ثابت ہو سکتی ہیں۔ امن و سکون کی فضاء پیدا کرنے والی اور ملک میں پیار و الفت کی کیفیت پیدا کرنے والی نہیں ہو سکتیں۔

انسان اپنی دماغی صلاحیتیں جس طرف چاہے لگا سکتا ہے۔ ان کے ذریعہ دنیا کو تباہی و بربادی کے گڑھے میں بھی دھکیل سکتا ہے۔ اور انہی دماغی صلاحیتوں اور عقل و خرد کی قابلیتوں کے ذریعہ دنیا کو اپنے وطن کو اور اپنی وطن کو بہت اونچا بھی اٹھا سکتا ہے اور اپنی بیدار مغزی کو فتنہ و فساد جنگ و جدل اور تخریب کاری کی بجائے قوموں میں پیار و محبت۔ اتفاق و اتحاد کی فضا پیدا کرنے اور تعمیر ملک و ملت کے کاموں میں بھی لگا سکتا ہے۔ ایک ہندو کو یا مسلمان کو یا سکھ کو اگر پرمیشر نے اعلیٰ صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں تو وہ دوسرے

مذاہب۔ ان کے بزرگوں۔ بادشاہوں۔ میں نقائص تلاش کرنے اور ان کے خلاف بلا وجہ بے مقصد بے بنیاد اور زہریلا پروپیگنڈہ کرنے کی بجائے اگر وہ اپنے مذہب کی خوبیاں اپنے جیا رشیوں۔ رشیوں منیوں کے پاکیزہ اور قابل تقلید حالات زندگی شائع کرنا اپنا طور و طریق بنا لیں تو در اصل یہی سب سے بڑی خدمت ہے۔ جس کی ایک شریف اور نیک بخت اہل قلم۔ صحافی مورخ سے توقع رکھی جاتی ہے۔

اس لمبی تمہید کے بعد گہرے رنج و الم اور مجروح جذبات کے ساتھ ہم ذمہ دار ارباب حکومت کی توجہ گورداسپور سے شائع ہونے والے ایک ہفتہ وار اخبار پربودھ جگت کے آزادی نمبر کی اشاعت مورخہ ۱۴ راگست ۱۹۶۶ء کے صفحہ ۳ پر شائع شدہ ایڈیٹوریل کی طرف مبذول کراتے ہوئے درخواست کرتے ہیں۔ کہ جو طریق اخبار کے ایڈیٹر شری ستیہ پال نندہ نے شاہانِ اسلام کے حالاتِ زندگی کی آڑ لے کر اسلام اور حضرت پیغمبر اسلام کے خلاف نفرت و حقارت کی مہم کا شروع کیا ہوا ہے۔ وہ نہایت ناپسندیدہ اور غیر شریفانہ ہے ایسے ہتک آمیز اور زہر آلود آرٹیکلز اور مضامین کی اشاعت سے ہم مسلمانانِ ہند کے جذبات مجروح ہوتا اور مذہبی احساسات کی تذلیل لازمی ہے۔ ضروری ہے کہ دلآزار طریق کے خلاف موثر اقدام کیا جائے تا کہ ایسی حرکات کا اعادہ نہ ہونے دیا جائے۔

شری ستیہ پال نندہ۔ نے اخبار کے ایڈیٹوریل کے کالم اول میں لکھا ہے:۔

"ہم پچھلی فصل میں دیکھ چکے ہیں کہ مشاہانِ اسلام کا کیریکٹر کس قدر گرا ہوا تھا۔ اور کس طرح مشاغل میں غرق رہا کرتے تھے مگر بقول مسٹر نکو ناس منوچی اس قسم کی تمام حالتوں میں اُن کے سامنے اپنے ماسٹر محمدؐ کی مثال موجود تھی۔ وہ نہ صرف اپنے امراء اور رشتہ داروں کی بیویوں سے بدفعلی کرتے تھے بلکہ اپنے حرم سرائے کو ہزاروں کنیزوں سے بھرا رکھتے تھے۔ اور یہ سب کچھ کرتے ہوئے بھی مسلمان کے مسلمان رہ سکتے تھے

اور رہتے تھے۔ ایسی حالت میں ان کی گراوٹ کے رستے میں کونسی رکاوٹ تھی۔ چنانچہ گر اور بری طرح سے گرے نیکس مولر کی حیرانی بجا ہے کہ ایسے حیوانوں کے ماتحت رہ کر ہندو بھی شیطان کیوں نہ بن گئے۔"

ہم توقع رکھتے ہیں کہ ہمارے ذمہ دار ارباب حکومت اخبار مذکور کے خلاف کارروائی فرمائیں گے اور اس ہتک آمیز اور زہر آلود پروپیگنڈہ کو بند کرنے کے لئے مناسب اقدام فرمائیں گے۔ جس کے لئے ہم ان کے بے حد ممنون ہوں گے۔

تصحیح

اخبار بدر مجریہ ۲۸ رجولائی ۱۹۶۶ء کے صفحہ ۲ کے پہلے کالم میں محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا پیغام بموقعہ جلسہ سالانہ سرنگر شائع ہوا ہے۔ اس کا آخری فقرہ یوں شائع ہوا ہے۔

"اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ مسیح پاک کی پیروی میں مجسم دردین جائیں۔ اللھم صل وسلم و بارک علی محمد۔

اس میں "درد" کا لفظ درست نہیں بلکہ یہ لفظ "درود" پڑھا جاتا ہے۔ اس کے متعلق محترم صاحبزادہ صاحب ممدوح توجہ دلاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

"میں نے درد مجسم نہیں بلکہ درود مجسم لکھا تھا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ مسیح پاک علیہ السلام اپنے آقا کے لئے مجسم درود تھے اور آپ کی ساری دعائیں رسول اللہ صلعم کے لئے تھیں"

احباب اس کے مطابق درستی فرمالیں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

ولادتیں

۱۔ بمقام بھدرواہ (علاقہ جموں) میں اخویم مولوی محمد ایوب صاحب درویش مبلغ کو اللہ تعالیٰ نے ۲۸ راگست کو بیٹا عطا کیا ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے

خاکسار ملک صلاح الدین ایم۔اے
رئوف اصحاب احمد قادیان۔

۲۔ عزیزم مولوی عبد اللطیف صاحب شکانہ قادیان کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۳۱ ۸/۶۶ کو پہلا لڑکا عطا فرمایا۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز نومولود کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور خادم دین بنائے۔ آمین

(ایڈیٹر بدر)

جلسہ سالانہ قادیان اور ربوہ کی تاریخوں کا اعلان

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال جلسہ سالانہ قادیان کے لئے ۴۔۵۔۶ دسمبر کی تاریخیں منظور فرمائی ہیں۔ احباب جماعت اپنے اس روحانی اجتماع میں شامل ہونے کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے حصہ لیں جو حضور نے اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے فرمائی ہیں۔

اسی طرح جلسہ سالانہ ربوہ کی تاریخوں کی اطلاع بھی موصول ہوئی ہے کہ امسال جلسہ سالانہ ربوہ انشاء اللہ تعالیٰ ۲۶۔۲۷۔۲۸ جنوری ۱۹۶۷ء کو ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہر دو مراکز میں ہونے والے روحانی اجتماعوں کو پہلے سالوں سے کہیں بڑھ کر کامیاب فرمائے۔ آمین۔

خاکسار:۔
ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

بدر

آپ کا اپنا مرکزی اور قومی اخبار ہے۔ اس لئے آپ کا فرض ہے کہ اس کے خود بھی خریدار بنیں اور اس کی خریداری کے لئے زیر اثر احباب میں بھی تحریک فرمادیں اس سے یقیناً آپ کو روحانی فائدہ ہوگا۔ (مینیجر بدر)

خطبہ جمعہ

قرآن کریم ایک عظیم الشان کتاب ہے اس سے جتنی بھی محبت کی جائے کم ہے

اور نیز

اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ ناکافی ہے

یہ کتاب ہماری تعریفوں کی محتاج نہیں کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہی اس کی عظمت شان کو واضح کر دیا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۹ رجولائی ۱۹۶۶ء عیسوی

(مرتبہ کردہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب سماٹری انچارج ہیڈ زود نویسی)

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

قرآن کریم ایک عظیم اور بڑی شان والی کتاب ہے

اس سے جتنی بھی محبت کی جائے کم ہے اور اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے ناکافی ہے۔ مگر یہ کتاب ہماری تعریفوں کی محتاج نہیں کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی اس کی عظمت اور اس کی شان کو بیان کیا ہے۔ جیسا کہ میں اپنے متعدد خطبات میں ان خوبیوں کا اشارۃً اور مجملاً ذکر کر چکا ہوں جو مختلف مقامات پر قرآن کریم کی تعریف کرتے ہوئے بیان کی گئی ہے۔ آج میں

سورۂ مومن کی دو آیتیں

اس سلسلہ میں احباب جماعت کے سامنے رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تنزیل الکتاب من اللہ
العزیز العلیم غافر الذنب
وقابل التوب شدید
العقاب ذی الطول لا
الٰہ الا ھو الیہ المصیر

مطلب یہ ہے ان آیات کا کہ اس کتاب کا نزول اس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو غالب ہے۔ کامل غلبہ اور کامل عزت اسی کو حاصل ہے۔ وہ کامل علم والا ہے۔ تمام علوم کا سرچشمہ اسی کی ذات ہے۔ وہ گناہوں کا بخشنے والا ہے۔ جو گنہگار انسان کی خطاؤں

پر پردہ بھی

مغفرت کی چادر

ڈالتا ہے اور کمزور اور مائل بہ گناہ انسان

اس سے طاقت حاصل کر کے میلان گناہ کو دبانے اور نفس امارہ کو پوری طرح کچل دینے کی قوت پاتا ہے۔ وہ بخشنے والا رحیم و مہربان ہے۔ جو شخص اپنے فضل و احسان سے توبہ کو قبول کرتا ہے اور بھٹکتے ہوئے راہی کو جب وہ رجوع ہوتا ہے

معصومیت کی چادر

پہناتا ہے اور اس سے راضی ہو جاتا ہے مگر جو باغی اور استکبار کرنے والے گروہ نہیں جو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور شیطان کو اپنا دوست بنا لیتے ہیں۔ سخت سزا دیتا ہے اور اپنی قہری تجلی کے ساتھ ان کی اصلاح کے سامان پیدا کرتا ہے وہی ہے جو بہت احسان کرنے والا ہے اور جس کی رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں محبت ہو پرستش کا وہی ہاں صرف وہی سزاوار ہے۔ اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور اس سے اپنے کئے کی جزا پانا ہے۔ اور بہتر اور احسن جزا وہی پائیں گے جو اس کی تعلیم پر عمل کریں گے۔

ان مختصر سی دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے

قرآن کریم کی آٹھ اندرونی خوبیاں

بیان فرمائی ہیں۔

(۱) پہلی خوبی اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے تنزیل من اللہ العزیز کہ یہ کتاب اس اللہ کی طرف سے نازل کی گئی ہے جو العزیز صفت سے متصف ہے جو غالب ہے۔ اور کوئی اور ہستی اس پر غالب نہیں آ سکتی کیونکہ اس جیسا کوئی ہے ہی نہیں

عزیز کے ایک معنی

اس قسم کی عزت اور طاقت اور غلبہ رکھنے والی ہستی کے ہوتے ہیں کہ جس کے مقابلہ میں اس جیسی قوت اور طاقت اور غلبہ رکھنے والی کوئی اور ہستی نہ ہو۔ اس لحاظ سے وہ بے مثل ہو۔

تو اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرف متوجہ کیا کہ اس عزیز خدا کی طرف سے جو کتاب نازل کی گئی ہے اس کتاب میں یہ خوبی ہے کہ وہ بے مثل ہے۔ جیسی خوبیوں کی حامل اور عظمت والی ہے اسی قدر فراخ دامنی بھی رکھنے والی ہے کہ دنیا میں جس قدر کتب سماوی گزری ہیں۔ وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور نہ کسی انسان کی طاقت میں یہ رہی کہ اس کا مثل معرض وجود میں لا سکے۔ اس کتاب میں کامل حسن اور کامل تعلیم اور کامل ہدایت پائی جاتی ہے۔ اس

بے مثل اور یگانہ ذات

نے تو نہ صرف اس کتاب کو بھی بے مثل کر دیا ہے۔ اگر تم اس کتاب کی تعلیم پر عمل کرو گے تو تم ایک واحد و یگانہ بے مثل قوم بن جاؤ گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس

تم وہ امت ہو جس سے بہتر امت اس دنیا میں پیدا نہیں کی گئی تم وہ امت ہو جس سے زیادہ احسان انسان پر کسی امت نے نہیں کیا۔ پس پہلی خوبی اس کتاب کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتائی کہ اپنے کمال کے باعث یہ کتاب بے مثل ہے۔ اور اپنی تعلیم کی وجہ سے یہ کتاب امت مسلمہ کو ایک بے مثل ... بے مثال امت بنانے کی اہلیت رکھتی ہے

دوسری اندرونی خوبی

ہمیں ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی کہ یہ وہ کتاب ہے تنزیل من اللہ العلیم اس ذات نے اسے اتارا ہے جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں تمام حقائق اشیاء اور مخلوق کے خیر محدود خواص کا علم صرف اسی پاک ذات کو ہے اور صرف وہی خدا اس بات پر قادر تھا کہ فطرت انسانی کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے والی

کتاب اور ہدایت

نازل کرتا۔ اور ایک ایسی شریعت انسان کو دیتا جو ہر قوم اور ہر زمانہ کی ضروریات کو پورا کرنے والی ہوتی۔ پس یہی وہ کتاب ہے جس کے ہوتے ہوئے کسی اور ہدایت کی انسان کو ضرورت نہیں رہتی۔ ہر زمانہ کے مسائل کو یہ سلجھا دیتی ہے۔ روحانی علوم کے نہ ختم ہونے والے چشمے اس سے پھوٹتے ہیں اور مادی علوم کی بنیادی صداقتیں اور اصول اس میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔

پس اگر تم روحانیت یا ترقی حاصل کرنا چاہتے ہو یا دنیوی علوم میں فوقیت اور رفعت کے مقام تک پہنچنا چاہتے ہو تو تمہارے لئے یہ ضروری ہے کہ تم اس کتاب کی پیروی کرنے والے بنو۔ اگر تم اس کتاب کی آواز کی طرف متوجہ نہ ہو گے۔ اس کی وہ قدر نہیں کرو گے جو کرنی چاہیئے تو نہ روحانی میدان میں تم کوئی ترقی حاصل کر سکو گے اور نہ دنیوی علوم میں دوسروں سے مقابلہ کرنے کی طاقت اپنے اندر پیدا کر سکو گے

پس

مادی اور روحانی ہر دو لحاظ سے

علوم میں اگر ترقی کرنی ہے تو (اور علم کے لغوی معنی ایک یہ بھی ہیں کہ ایک ایسا علم جس کے ساتھ اُس کے مطابق عمل بھی ہو) اور روحانی علوم کو حاصل کر کے میدانِ عمل میں تم نے اترنا ہے تو تمہیں اس کتاب کی ہدایت کی ضرورت ہوگی۔ اور اگر تم اس کے علوم حاصل کرو گے اور اس کے مطابق عمل کرو گے تو خدا تعالیٰ جو ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اور جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں وہ تمہیں اپنے قرب کے مقامات عطا کرے گا کہ جن سے تم راضی ہو جاؤ گے جیسا کہ وہ تم سے راضی ہوگا۔

(۳)

تیسری صفت

یہاں قرآن کریم کی اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ یہ اس ہستی کی طرف سے اتارا گیا ہے۔ جو غافر الذنب ہے۔ گناہوں کو بخشنے والا ہے پس یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں ان نیکیوں اور ان حسنات کے کرنے کی تعلیم دی گئی ہے جو نا سمجھی کے گناہوں اور بد اعمالیوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جاتی ہیں اور وہ طریق بتائے گئے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر انسان نفس امّارہ پر قابو پا لیتا ہے اور میلانِ گناہ کو اپنے پاؤں کے نیچے کچل دینے کی قوت پاتا ہے

مغفرت کے ایک معنی

تو یہ ہیں کہ وہ گناہ جو سرزد ہو چکے ہوں اللہ تعالیٰ ان کے بد اثرات اپنے غضب اور عذاب سے مغفرت چاہنے والے کو محفوظ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ اگر تم کبھی اپنے گناہ پر پشیمان ہو اور استغفار کرو اور چاہو کہ خدا تعالیٰ تمہارے ان گناہوں کو معاف کر کے ان کے بد اثرات سے تمہیں محفوظ کر کے ان کے بد اثرات سے تمہیں محفوظ کرے تو تمہیں ان طریق کو اختیار کرنا ہوگا جو قرآن کریم میں بتائے گئے ہیں۔

دوسرے معنی مغفرت کے یہ ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسی قوت انسان کو عطا کرے کہ گناہ کی طرف جو میلان اس کی طبیعت میں پایا جاتا ہے جو زنگ اس کی فطرت صحیحہ پر لگ چکا ہو وہ زنگ دور ہو جائے اور وہ میلان تابع میں آ جائے۔ اور انسان کا شیطان مسلمان ہو جائے اور گناہ کی طرف رغبت ہی باقی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا کہ غافر الذنب خدا کی طرف سے یہ کتاب نازل ہوئی ہے پس جب تم گنہگار ہو تو اسی کی طرف آؤ اور قرآن کریم کے بتائے ہوئے طریق پر آؤ۔

قرآن کریم تمہاری رہنمائی کرے گا

اگر تم چاہتے ہو کہ تقویٰ کے اعلیٰ مقام کو حاصل کرو۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تواضع کا وہ مقام تمہیں حاصل ہو جائے جس کے بعد اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان سے اوپر انسان کو لے جاتا ہے تب بھی تم قرآن کریم کی طرف رجوع کرو۔ وہ تمہیں ایک ایسی روشنی عطا کرے گا جو ان راہوں کو جو ان نتائج کو پیدا کرنے والی ہیں روشن اور منور کر دے گی اور ان راہوں کا علم اور ان پر چلنا تمہارے لئے آسان ہو جائے گا۔

پس چونکہ یہ غافر الذنب خدا کی طرف سے نازل شدہ کتاب ہے اس کی ہدایت کے مطابق تم ذنب اور اس کے بد نتائج سے خدا تعالیٰ کی حفاظت میں آ کر اور مغفرت کے ان معانی کے مطابق جو میں نے ابھی بیان کئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کر سکو گے۔

(۴)

چوتھی صفت

اس کتاب عظیم کی، اس کتاب کریم اور مجید کی خدا تعالیٰ نے بیان ... بیان فرمائی ہے کہ یہ اس خدا نے اتاری ہے جو قابل التوب ہے یعنی توبہ قبول کرنے والا ہے۔ پس اس کتاب میں یہ کھول کر بیان کیا گیا ہے کہ توبہ کن لوگوں کی، کن حالات میں اور کب قبول ہوتی ہے اگر کوئی شخص توبہ کرنا چاہے اس کے دل میں ایک خلش پیدا ہو۔ ایک خواہش تڑپنے لگے کہ مجھے اب رب کی طرف رجوع کرنا چاہیے توبہ کرنی چاہیئے۔ تو کیا کرے کن راہوں سے وہ توبہ کے دروازوں تک پہنچے۔ اور پھر انہیں کھٹکھٹائے

تو فرمایا کہ قرآن کریم قابل التوب خدا کی طرف سے نازل شدہ کتاب ہے وہ تمہیں ان دروازوں تک لے جائے گی جو توبہ کے دروازے ہیں۔ وہ تمہیں بتائے گی کہ دروازوں کو تم نے کس طرح کھٹکھٹانا ہے تاکہ وہ تم پر کھولے جائیں۔

پس

اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہاں یہ بتایا

کہ جب تمہارا دل اپنے پیدا کرنے والے رب کی طرف مائل ہو اور .... اس کی طرف جھکے لیکن تم ... ہو تم نہ جانتے ہو کہ کن راہوں سے تم اس کی جناب میں پہنچ سکتے ہو۔ تو اس کتاب کی طرف رجوع کرو اور اس سے روشنی اور ہدایت حاصل کرو تا تمہاری مراد بر آ سکے اور تمہارا رب تم سے راضی ہو جائے اور اس کی نظر میں تم ایسے بن جاؤ کہ کبھی تم سے گناہ سرزد ہی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انما التوبة على الله
للذين يعملون السوء
بجهالة ثم يتوبون
من قريب فاولئك
يتوب الله عليهم و
كان الله عزيزاً حكيماً

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ توبہ کس طرح اور کن لوگوں کی اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول ہوتی ہے اور وہ کون لوگ ہیں کہ جن کی توبہ ان کے منہ پر ماری جاتی ہے۔

یہ تو ایک مثال ہے جو اشارۃً میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ ورنہ قرآن کریم بھرا پڑا ہے ایسی آیات سے جن سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ

توبہ کا طریق کیا ہے

وہ کون لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی صفت قابل التوب کو اپنے حسن عمل سے خدا تعالیٰ اور قرآن مجید کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق جوش میں لاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جو توبہ قبول کرنے والا ہے ان لوگوں کے لئے توبہ کے دروازے کھول دیتا ہے۔

بہر حال یہاں اس جگہ قرآن کریم کی ایک ... خوبی کی طرف جو اس میں پائی جاتی ہے متوجہ کیا گیا ہے کہ قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے کہ اگر تم توبہ کرنا چاہو تو وہ تمہیں ہدایت دے سکتی ہے کہ توبہ کس طرح کی جاتی ہے اور کن راہوں سے اللہ تعالیٰ سے جو توبہ کے دروازے ہیں ان کو کھولا جا سکتا ہے۔

(۵)

پانچویں صفت

قرآن مجید کی یہاں یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ قرآن مجید اس خدا نے نازل فرمایا ہے جو شدید العقاب ہے کہ جب وہ سزا دینے پر آتا ہے تو بہت سخت سزا دیتا ہے۔ اس عزیز و قہار کے قہر اور غضب اور لعنت اور سزا اور عذاب سے اگر بچنا چاہو تو اس کا طریق بھی یہی کتاب تمہیں بتلائے گی۔

کبھی تمہارے دل میں پہلوں کی مثالیں بیان کر کے خوف اور خشیت پیدا کرے گی تا تم اس کی طرف جھکو اور اس کے رحم کو جذب کرو۔ سورۃ الحاقہ میں مثلاً شدید العقاب کی قدرت کی ایک مثال بیان کی ہے تاکہ دلوں میں خوف پیدا ہو اور انسان خدا کی طرف پیٹھ کرنے اور اس سے پہلو تہی کرنے سے بچے۔

اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں بیان فرمایا ہے کہ ثمود کی قوم ایسے عذاب سے ہلاک کی گئی تھی جو اپنی شدت میں انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

واما عاد فاهلكوا
بريح صرصر عاتية
سخرها عليهم سبع
ليال وثمانية ايام
حسوما فترى القوم
فيها صرعى كانهم اعجاز
نخل خاوية فهل ترى
لهم من باقية ۝

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے

عاد کی قوم پر

جو اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہوا تھا اس کا مختصراً مگر بڑے ہی مؤثر طریق پر بیان کیا ہے کہ یہ ایک ایسا عذاب تھا جس میں ساری قوم کو تباہ کر دیا گیا۔ فهل ترى لهم من باقية کیا ان کا کوئی نشان بھی تمہارے سامنے آتا ہے؟ وہ کلیۃً صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے اس لئے کہ انہوں نے یہ خیال نہیں کیا کہ [illegible] جو ان کا [illegible] تھا جو ان پر [illegible] کرنے والا تھا۔ جو اس قدر انعام کرنے والا تھا انکے نتیجہ میں ان پر بھی کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی تھیں۔ لیکن انہوں نے کفر اور ناشکری کو اختیار کیا۔ اور خدا تعالیٰ کی بجائے شیطان کو اپنا دوست بنا لیا۔ تب ساری کی ساری قوم کو اللہ تعالیٰ نے صفحہ ہستی سے مٹا دیا [illegible] ان کا کوئی نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔

اس قسم کے واقعات کا ذکر کثرت سے قرآن کریم میں پایا جاتا ہے اور

ایک مقصد ان کا یہ ہے

کہ تا ان واقعات کو سن کر ہمارے دل خوف سے لرز اٹھیں اور ہم یہ عہد کریں کہ قرآن کریم نے جو تعلیم ہمارے سامنے رکھی ہے جس سے خدا راضی ہوتا ہے اور جس کو چھوڑ کر خدا کی ناراضگی مول لینی پڑتی ہے ہم کبھی بھی اس تعلیم کو چھوڑیں گے نہیں بلکہ اس تعلیم کو سینہ سے لگائیں گے۔ اس تعلیم کو اس طرح اپنے جسموں اور روحوں میں جذب کریں گے جس طرح خون ہمارے اندر پھر رہا ہے تاکہ خدا کا غضب کسی شکل میں بھی اور اس کی لعنت کسی صورت میں ہمارے اوپر نازل نہ ہو۔

پھر قرآن کریم وہ کتاب ہے جو کبھی خدا کی لعنت اور اس کے غضب سے بچنے

کی دعائیں سکھاتی ہے۔ کیونکہ شدید العقاب ہونے کے باوجود خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس کا عذاب بندوں پر نازل ہو۔

تو پہلی قوموں کی مثالیں دے کر ہمارے دلوں میں اپنا خوف پیدا کیا۔ پھر ہمیں دعائیں سکھائیں کہ یہ دعائیں کرتے رہو تاکہ میرا غضب تم پر نازل نہ ہو۔

سب سے بہتر اور کامل دُعا

تو سورۃ الفاتحہ ہی ہے جس میں غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ہے یعنی جس میں خدا کی لعنت سے پناہ مانگی گئی ہے۔ اور چونکہ خدا کی لعنت کے مورد دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک مغضوب اور ایک ضال۔ اس لئے دونوں کا ذکر کر کے ایک طرح حصر کر دیا گیا ہے کہ کسی طریق سے بھی ہم پر تیری لعنت نازل نہ ہو۔

قرآن کریم ہمیں ایسے

اعمالِ صالحہ کی نشان دہی

کرتا ہے جس کے نتیجہ میں شیطانی اندھیرے نور میں بدل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آتا ہے اور اس کے عذاب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ تسلی دلائی کہ اگر تم قرآنی ہدایت پر عمل کرو گے تو میں فرشتوں کو مقرر کروں گا کہ وہ تمہارے لئے دعا کریں اور وہ یوں دعا کریں گے:

ربنا وسعت کل شیءٍ
رحمة وعلما فاغفر
للذین تابوا واتبعوا
سبیلک وقهم عذاب
الجحیم ۝ (سورہ مومن)

کہ ایسے لوگوں پر تو اپنا رحم کر کیونکہ تو بڑے علم والا ہے اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا جو توبہ کرتے ہیں۔ اور وہ طریق اور شریعت کی جو راہیں تو نے قرآن کریم میں بتائی ہیں ان پر عمل کر رہے ہیں

اسی طرح

سورہ الدھر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کہ جو لوگ اپنے جذبات کے غلام نہیں ہوتے بلکہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے ہیں۔ اور صبر کی راہوں پر گامزن ہوتے ہیں اپنا فور کی ط(؟) اپنی نذریں ادا کرتے ہیں اور ہمیشہ یہ خیال رکھتے ہیں کہ کہیں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان سے ناراض نہ ہو۔ وہ لوگ جو اسکی رضا کے لئے مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے۔ ریا، عُجب، خود پروری، خود نمائی اور دکھاوا ان میں نہیں ہوتا نہ وہ احسان جتاتے ہیں، اپنے نفسوں اور اپنے نفس کی بدخواہشات اور میلانات

سے جہاد کر محض اپنے رب کے لئے یہ سب کچھ کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ فوقٰھم اللّٰہ شرّ ذالک الیوم کہ اس دن کے عذاب سے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بچا لے گا۔ تو جب یہ کہا کہ میرا عذاب بڑا سخت ہے۔ جب میں پکڑتا ہوں۔ جب میری گرفت میں کوئی آتا ہے تو اس کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اگر وہ پیدا ہی نہ ہوا ہوتا تو اس کے لئے بہتر تھا

فرمایا۔ اس شدید العقاب خدا نے قرآن کریم کو اتارا ہے اور ہمیں اس واضح حقیقت کی طرف متوجہ کیا ہے کہ اس کتاب میں ہمیں وہ طریق بتائے گئے ہیں جن کے ذریعہ ہم اسکے عذاب سے بچ سکتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے ایک دو مثالیں دے کر بیان کیا ہے۔

(۶)

چھٹی صفتِ حسنہ یا اندرونی خوبی

قرآن کریم کی جن الفاظ میں بیان کی گئی ہے وہ ذی الطّول ہے۔ یعنی اس اللہ نے یہ کتاب اتاری ہے جو بڑا احسان کرنے والا ہے۔ اور اس کتاب کے نزول کی یہ غرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعام اور احسان کے جذب کرنے کی راہیں تم پر کھولی جائیں۔

اور اس کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم یا فرد کو کوئی احسان یا انعام عطا کرتا ہے تو اس پر بہت سی ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ ان ذمہ داریوں کا ذکر بھی قرآن مجید میں پایا جاتا ہے۔ اُن کی طرف بھی ہمیں متوجہ ہونا چاہیئے۔ انعام واکرام کا ذکر ذی الطّول میں ہے اس کی سب سے بڑی مثال تو میرے نزدیک وہ ہے جو فرمایا اتممت علیکم نعمتی کہ اسلام اور اسلامی شریعت کے ذریعہ میں نے اپنی شریعت کو نعمتِ عظمیٰ بنا دیا ہے۔ اور نعمتِ عظمیٰ کے طور پر میں اسے تمہارے سامنے رکھتا ہوں

اسی طرح

اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے

"واسبغ علیکم نعمه ظاهرة وباطنة"

کہ تم پر ظاہری اور باطنی نعمتوں کو اللہ تعالیٰ نے پانی کی طرح بہا دیا۔ جیسے فلڈ (Flood) آتا ہے۔ ہر ایک چیز کے اوپر چھا جاتا ہے اور سب چیز کو اپنے نیچے لے لیتا ہے۔ اسی طرح اللہ کی نعمتوں نے ہمارے نفس نفس اور ہمارے ذرہ ذرہ کو ڈھانپ لیا ہے۔

لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اتّبعوا ما انزل اللّٰہ کہ اب

تم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے

کہ جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اس کی تم اتباع کرو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے کفرانِ نعمت کرو گے تو اس کی سزا پاؤ گے۔ مگر قرآن کریم اس لئے نازل نہیں کیا گیا کہ خدا کے غضب کو تم جذب کرو اور اس کے قہر کے تم مورد بنو۔ قرآن کریم کے نزول کی غرض تو یہ ہے کہ ذی الطّول خدا کی تم ہمیشہ متوجہ کرے اور تم اس کی نعمتوں کو پا کر تے ہوئے اس کے شکر گزار بندے بنو۔ اور جو ہدایت اور تعلیم اور شریعت اور فرائض اور احکام اس نے نازل کئے ہوئے ہیں۔ ان کی اتباع کرنے والے ہو

(سورہ لقمان آیت ۲۱-۲۲)

(۷)

ساتویں صفتِ حسنہ

قرآن کریم کی اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے

لا الٰہ الّا ھو

کہ جس خدا نے اس قرآن کو نازل کیا ہے وہ اکیلا ہی پرستش کا سزاوار اور حقدار ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہیں۔

اس کتاب کی بنیادی صفت

یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کی کہ یہ کتاب اور اس کی تعلیم اور اس کی شریعت اور اس کی ہدایتیں اور وہ نور جو اس سے نکلتا ہے اور اس کے ماننے والوں کے جسموں اور ان کی روحوں میں داخل ہوتا اور نفوذ کرتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں انسان خالص توحید پر کھڑا ہوتا ہے۔ قرآن نہ ہوتا تو دنیا میں توحید خالص کبھی نہ پائی جاتی۔ پس اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفاتِ حسنہ کے متعلق کامل تفصیلی علم یہی کتاب دیتی ہے۔ جس کے بغیر توحید، صحیح معنی اور حقیقی رنگ میں قائم نہیں ہو سکتی۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا کہ قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کے متعلق بھی علوم کے سمندر بند کر دیئے ہیں اور تمہارے فائدہ کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔

پس تم اس خدائے واحد و یگانہ کے قرب کے حصول کے لئے اس کی ذات کی معرفت اور اس کی

صفاتِ حسنہ کا عرفان حاصل کرو

اور قرآن کریم کی روشنی میں ہی تم ایسا کر سکتے ہو۔ پس قرآن کریم کو توجہ سے پڑھو اور توجہ سے سنو، اور عزم اور استقلال اور صبر کے ساتھ اس پر عمل کرو اور دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نور سے حصہ حاصل کرو اور نورِ قرآن کریم کے ذریعہ سے ہی نازل کیا جا سکتا ہے۔ تاکہ تم توحید خالص پر کھڑے ہو جاؤ۔ اور توحید خالص کو پا لینے کے بعد دنیا کی ساری کامیابیاں مل جاتی ہیں اور کوئی ناکامی بھی انسان کے حصہ میں نہیں رہتی۔

آٹھویں صفتِ حسنہ

یا اندرونی خوبی قرآن کریم کی اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ بیان فرمائی ہے۔ والیہ المصیر کہ اس عظیم کتاب کو نازل کرنے والی وہ ذاتِ پاک ہے جس کی طرف ہم نے لوٹ کر جانا ہے اور اس خدا نے اس قرآن کے ذریعہ انسان کو معاد کا کامل اور مکمل علم دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے زور کے ساتھ اور بڑی وضاحت کے ساتھ اور بڑی تفصیل کے ساتھ اس مضمون کو اپنی کتب میں بیان فرمایا ہے۔ کہ معاد کا علم اور جنت و دوزخ کی حقیقت جو قرآن کریم بیان کرتا ہے وہ کسی کے وہم میں بھی نہیں آ سکتی اور نہ ہی ان کتب سماویہ میں وہ علوم پائے جاتے ہیں جو قرآن کریم سے پہلے نازل ہوئیں پھر محرّف و مبدّل ہوئیں اور پھر وہ منسوخ ہو گئیں یہ قرآن یہ پاک کتاب ہی ہے جو ہر مجسم ہے اور حقیقی اور خالص توحید پر کھڑا کرتی ہے۔

معاد کا علم

پوری طرح ہمیں عطا کرتی ہے اور ہمیں ایک حق الیقین عطا کرتی ہے اس بات پر کہ ہم مرنے کے بعد پھر زندہ کئے جائیں گے۔ اور اس یقین کے بعد انسان اس دنیا اور اس کی لذتوں اور اس کی خواہشات سے بکلی منہ موڑنے پر مجبور ہو جاتا ہے اسی کو یہ فکر ہوتی ہے۔ اگر میں اس دنیوی زندگی میں پڑ گیا جو اُخروی زندگی کے مقابلہ میں نہایت محدود ہے تو عظیم گھاٹا پانے والا ہوں گا دوسری نسبت ایک ... یہ ہے کہ ایک سو کا سواں حصہ۔ چونکہ اُخروی زندگی غیر محدود ہے۔ اس لئے اس زندگی کی نسبت اس اُخروی زندگی کے ساتھ یہ ہے کہ یہ زندگی اس زندگی کا "غیر محدود واں" حصہ ہے یعنی کوئی نسبت قائم ہی نہیں ہو سکتی۔

جب یہ حقیقت انسان کے سامنے

آ جائے

پھر ان تمام بدیوں سے جو صرف اس دنیوی زندگی کی لذات اور آرام میں اور اخروی زندگی میں عذاب اور قہر کی شکل میں ظاہر ہوتی ہیں۔ ان سے بچنے کی ہر طرح کوشش کرتا ہے۔ اگر کبھی پاؤں پھسل جائے تو اپنے خدا کا سہارا لے کر پھر کھڑا ہو جاتا ہے۔ گناہ کرے تو اس غفار کو پکارتا ہے۔ توبہ کرنے کے لئے تضرع کی راہوں کو اور قرآنِ کریم کی راہوں کو اختیار کرتا ہے۔ قرآن کریم پر غور کرتا رہتا ہے۔ اس عزم اور نیت کے ساتھ کہ میں نے اپنی

اخروی زندگی کو بہر حال سنوارنا ہے

خواہ مجھے اس زندگی میں کتنی ہی کوفت اور تکلیف اور مصیبت ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے۔ جب وہ ایسا کر لیتا ہے تب وہ اپنی زندگی کے مقصد کو پا لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے اور وہ اپنے رب سے راضی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس گروہ میں شامل کرے۔ اللّٰھم آمین۔

(الفضل ۲۴ اگست ۱۹۶۶ء)

اعلانِ دُعاء

اے مکرم مولوی نصیر الدین صاحب آف محلہ راپچی نو احمدی دوست ہیں۔ اُن کے دو ہی لڑکے تھے دونوں لڑکے مرض چیچک میں یکے بعد دیگرے فوت ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

احباب کرام صاحب موصوف کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے صبر کی توفیق دے۔ احمدیت پر استقامت بخشے اور نعم البدل اولاد زرینہ کی نعمت سے نوازے۔ اور اُن کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔

تحریکِ جدید میں شمولیت

"میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرہ بھی رکھتا ہے میری اس تحریک پر ضرور آگے آئے گا۔ اور جو شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر لبیک نہیں کہتا اس کا ایمان کھویا جا چکا ہے۔" (المصلح الموعود)

عیسائیوں کے نہ بہ نہ مغالطوں اور مولانا دریابادی صاحب کے جوابات کی حقیقت

اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مسیح ناصری پر فضیلت

(۲)

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیان

مسیحی لوگ ادھر اُدھر کی باتیں جوڑ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی افضلیت ثابت کرتے ہیں لیکن افضلیت کی حقیقی راہوں سے یکسر محروم و بے نصیب ہیں۔ مذہب کی بڑی غرض انسان کا خدا سے گہرا تعلق قائم ہو جانا ہے۔ مگر افسوس کہ قرب الٰہی کے ان امتیازی نشان سے مسیحی بے خبر ہیں۔ چھوٹے سے چھوٹے عیسائی سے لے کر بڑے سے بڑے پوپ تک کو بھی خدا تعالیٰ کا تعلق و قرب و محبت حاصل نہیں اور اگر کسی کو اس امر کا دعوے ہو تو اس کے پاس اس امر کا کوئی آسمانی ثبوت نہیں نہ وہ اپنے ساتھ خدائی تائیدات رکھتا ہے۔ مگر اسلام کی طرف سے ہر زمانہ میں یہ بات پیش کی جاتی رہی ہے اور موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کاسر صلیب نے آکر پھر اس چیلنج کو ساری دنیا کے سامنے پیش کر کے سب اہل مذاہب کو بار بار دعوت دی ہے کہ وہ آکر قرآنی ثمرات و برکات و تاثیرات و خدائی تائیدات کا مشاہدہ کریں۔ اور ہر طرح اپنی تسلی کر لیں۔ آپ نے نہ صرف اُن کو دعوت دی ہے بلکہ ان ثمرات کے ایسے نمونے دکھائے اور چکھائے ہیں کہ دنیا ان کی نظیر لانے سے قاصر ہے۔ آپ نے قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ وہ کمالات دنیا کے سامنے رکھے جن کے سامنے سب ماند پڑ گئے۔

ملاحظہ ہو اسلامی اصول کی فلاسفی آپ نے اہل مذاہب کی کانفرنس منعقدہ لاہور میں قبل از وقت خبر دے کر اسلام کو دیگر مذاہب پر بدلائل غالب کر دکھایا۔ کہ اغیار تک بھی عش عش کر اُٹھے۔

اسی طرح آپ نے لیکچر سندھ نبی کے ذریعہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو زندہ نبی ثابت کیا۔ اور پادری لیفرائے کو چیلنج کیا کہ مسیح علیہ السلام کی اس قسم کی زندگی کا ثبوت مہیا کر کے ان کی برتری و افضلیت ثابت کرے مگر وہ مقابل پر نہ آیا اور فرار کی راہ اختیار کی جس پر سنجیدہ عیسائی حضرات کو سخت مایوسی ہوئی۔ ۱۸۸۰ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی حقانیت اور افضلیت اور امتیازی خصوصیت کے ثابت کرنے کے لئے اپنی کتاب براہین احمدیہ دس ہزار روپے کے انعام کے ساتھ شائع کی۔ اور اس میں جملہ اہل مذاہب کو قرآن کریم کے مقابلہ میں آنے کی دعوت دی اور اس امر کی اجازت دی کہ وہ قرآن کریم کے مقابلہ میں اپنی اپنی الہامی کتب سے اس کے برابر نہیں تو اس سے نصف یا تیسرا حصہ یا چوتھا حصہ یا پانچواں حصہ تک خوبیاں نکال کر دکھائیں اور پھر اگر کوئی مسلمہ ثالث ان کے حق میں فیصلہ دے دے تو ان کو دس ہزار روپیہ مالیتی جائیداد پر قبضہ دے دیا جائے گا۔ جس کے لئے وہ ہر طرح قبل از وقت اطمینان کر سکتے ہیں۔ اس شرط کو پورا کرتے ہوئے کسی کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ مسیحی نے خاموش رہ کر اپنی کتب کی کمزوری اور قرآن کریم کی برتری کو تسلیم کر لیا۔ کسی بڑے سے بڑے پادری کو بھی مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ ہوئی یہ کتاب آج تک لاجواب پڑی ہے۔

اسی طرح آپ نے نور القرآن عیسائیوں کے مقابلہ میں لکھی اور اس میں موازنہ کر کے مسیح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی افضلیت ثابت کی مگر عیسائیوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ اگر ان کو صداقت سے کچھ بھی پیار ہوتا یا اُن کے دلوں میں کچھ بھی خوفِ خدا ہوتا تو وہ پُر فریب طریقوں کو چھوڑ کر صحیح و حقیقی طریق موازنہ اختیار کر کے حق و باطل میں فرق کرنے کی کوشش کرتے۔

مثلاً وہ یہ دیکھتے کہ دونوں میں سے کون اخلاقی و روحانی تعلیم کی جامعیت و کمال و عالمگیری و دوام و حفاظت اور اعلیٰ اخلاقی و روحانی تعلیم اور نمونہ و کردار و طہارت و پاکیزگی اور دلائل و بینات و ثبوں و علمی معجزات و دعاؤں کی قبولیت و تعلق باللہ و تاثیرات کے ساتھ ساتھ نتائج و برکات و ثمرات و اثرات و خدائی تائیدات و کامیابی پیدا کردہ انقلاب و اصلاحی کارناموں میں کس کو امتیاز حاصل ہے یہ وہ بنیادی باتیں ہیں جن میں فضیلت حقیقی فضیلت کہلا سکتی ہے نہ کہ ادھر اُدھر کی ایسی باتیں جن کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔

موازنہ کی ایک آسان صورت یہ بھی ہے کہ نبی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح علیہ السلام دونوں کے ذریعہ پیدا کردہ انقلاب کو دیکھ لیا جائے۔ مسیح تو اپنی دشمن قوم کی مخالفت کی تاب نہ لا کر اس کے ملک کو ہی مجبوراً چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مقصد میں کامیابی تو در کنار وہ تو اپنی جان بچانے کے لئے بھیس بدل کر وہاں سے نکل گئے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس ملک و قوم کو مخالفت کے ڈر سے قطعاً نہ چھوڑا۔ اور اُن کو برابر پیغام پہنچانے میں لگے رہے اور اپنی جان جوکھوں میں ڈالے رکھی ہر قسم کی قربانی کی دشمن کی فوج کشیوں کے سامنے سینہ سپر رہے اور بعض اوقات عین میدان جنگ میں اکیلے رہ جانے کے وقت بھی للکار کر دشمن کی طرف بڑھتے رہے۔ اور آخر کار اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ ایک خانہ بدوش جنگجو قوم میں اتحاد پیدا کر دیا کہ وہ بھائی بھائی بن کر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے ان کی جملہ برائیوں کی اصلاح کی زنا اور شراب اور عورتوں کی کثرت کی وبا دور کی۔ وہ جو پانچ چھ وقت شراب میں مست رہتے تھے۔ ان کو پانچ چھ وقت خدا کے آستانہ پر جھکا دیا۔ اور خدا کی محبت میں مدہوش بنا دیا۔ بت پرستی جو افراد کے علاوہ ساری قوم پر چھائی ہوئی دور کر کے انہیں [illegible] الٰہی توحید کا سرشار بنا دیا۔ ہر قسم کی اوہام پرستی دور کر کے ان کو پستی کے گڑھے سے نکال کر علم کا علمبردار بنایا۔ اور ان میں سے بداخلاقی کو دور کر کے اعلیٰ اخلاق کا گرویدہ کر دیا۔ غرضیکہ کیا بلحاظ اخلاق اور پاکیزگی اور کیا بلحاظ معاملات و تعلقات ان میں اعلیٰ معاشرہ قائم کر دیا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کا خدا سے تعلق پیدا کر دیا۔ پھر ظاہری طور پر بھی سارا ملک آپ کے زیر نگیں آ کر دنیا کا استاد و رہبر بن گیا۔ اور یہ سب کچھ آپ کی زندگی میں وقوع میں آیا۔ یہ ایسی نمایاں کامیابی ہے جو کسی اور مذہبی مصلح و لیڈر و رہبر کو اپنی زندگی میں نصیب نہیں ہوئی۔ مسیح بیچارہ کسی شمار و قطار میں نہیں +

شذرا

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

"بمبئی بند" تحریک کا آنکھوں دیکھا حال

راجوں اور بادشاہوں کے زمانے میں ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہر روزانہ بند ہوا کرتے تھے۔ ہر شہر کے ارد گرد ایک فصیل ہوا کرتی تھی۔ جس میں بڑے بڑے پھاٹک اور چھوٹے چھوٹے دروازے ہوتے۔ رات کے وقت وہ پھاٹک اور دروازے بند کر دیئے جاتے۔ اور اس طرح روزانہ شہر بند ہو جایا کرتا تھا۔

لیکن جب انگریزی راج آیا تو یہ فصیلیں اور شہر پناہیں ختم ہو گئیں۔ آمد و رفت۔ تجارت اور تفریح کے نت نئے اسباب و آلات کی ترقی ہوتی گئی۔ شہروں کا پرانا انتظام خود بخود ڈھیتا چلا گیا۔

مگر آفرین ہے انسان کے ذوق قدامت پرستی پر کہ آج بھی شہر بند کرنے کا شوق اس کو بے کل کر رہا ہے پہلے چوروں۔ ڈاکوؤں اور بیرونی حملہ آوروں کے خوف سے بند ہوا کرتے تھے۔ مگر اب گرانی۔ بے روزگاری اور غذائی قلت کو ملک بدر کرنے کیلئے شہر بند ہوا کرتے ہیں۔

پہلی قسم کے جو دشمن تھے۔ وہ جانے پہچانے اور ہم جنس تھے۔ اس لئے شہر کا کوتوال "شہر پناہ" کو بند کر کے حفاظت کا سامان کر لیا کرتا تھا۔

مگر دشمنوں کی یہ جو نئی قسم نکلی ہے۔ جن کے نام ہیں، گرانی، بے روزگاری اور غذائی قلت، ان عجیب و غریب دشمنوں کا مقابلہ کون کرے۔ یہ تو راجوں، بادشاہوں یا ان کے کوتوالوں کے بس کا روگ نہیں۔ ان کا مقابلہ تو کوئی ایسی قوم ہی کر سکتی ہے جو انہی کی طرح عجیب و غریب ہو۔ جس کا مزاج امریکی ہو تو دماغ روسی یا پھر چینی سرشت ہو۔

خوشی کی بات یہ ہے کہ بھارت میں ایسے لوگوں کی کوئی کمی نہیں۔ یہاں بہتیرے ایسے ہیں جو امریکی گیہوں کھا کھا کے ایسے عالی دماغ ہو گئے ہیں کہ ہمیشہ امریکہ کے "اسٹیٹ ایمپائر بلڈنگ" کی ایک سو تیسویں منزل کی سیر کرتے رہتے ہیں۔ اور کچھ روبل کے نشے میں اتنے مست ہیں کہ ہمیشہ اپنے کو ماسکو اور مینن گراڈ کے سرکاری جشن میں پاتے ہیں۔ کچھ ایسے بھی ہیں جن پر پیکنگ کا بھوت سوار ہے اور وہ چین ہی کی طرح اپنی گورنمنٹ کو گیدڑ بھبکی دینا واجب سمجھتے ہیں۔

یہ قوم جس میں اتنے متضاد طبائع کے لوگ موجود ہیں۔ ان عجیب و غریب دشمنوں کا مقابلہ ایسی ہی عجیب قوم کر سکتی ہے۔ اور اس میں تو کوئی شک ہی نہیں گرانی۔ بے روزگاری اور غذائی قلت مذکورہ بالا ممالک کے عطیہ جات ہیں۔ غلط مشورے اور غلط منصوبے جو ان دوست نما دشمنوں نے ہمارے سر تھوپے۔ گرانی و بے روزگاری وغیرہ انہیں کی پیداوار ہیں۔

خیر تو کہنے کی بات یہ ہے کہ پہلی قسم کے جو دشمن تھے۔ ان کے خوف سے تو کوتوال شہر فصیلوں کے پھاٹک بند کرا دیتا تھا۔ مگر یہ عجیب و غریب دشمن جن کا کوئی جسم ہے نہ سایہ۔ ان سے مقابلہ کون کرے۔ اس کا مقابلہ تو پھاٹکوں کے بند کرنے سے نہیں ہو سکتا۔ اور اب وہ پھاٹک بھی کہاں۔ ان کا مقابلہ تو وہی فوج کر سکتی ہے جس کے پاس تلوار ہو نہ بھالا۔ یہ نئی فوج جس کو عوام کہتے ہیں یہ جنگ وہی لڑ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کا مزاج بھی ویسا ہی عجیب و غریب ہے۔ ان کا گھر دیکھو تو اس سے بہتر روسا کی مرغیوں کے ڈربے ہوتے ہیں۔ خوراک دیکھو تو اس سے اچھا امیروں کے کتے کھاتے ہیں اور لباس دیکھو تو بس ستر ڈھانک کر جی بہلا لیتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود ان میں سے کوئی شخص اپنے کو "جارج پنجم" سے کم نہیں سمجھتا ہے۔ اگرچہ یہ تشبیہ بھی ان کے حال کے مطابق ہے مگر زیادہ درست یہ ہے کہ ان میں سے ہر شخص اپنے کو صرف بادشاہ ہی نہیں بلکہ "بادشاہ گر" سمجھتا ہے۔ انہیں کے ووٹوں سے تو لوگ ایم ایل۔ اے اور ایم۔ پی بنتے ہیں، پھر وزیر و صدر مملکت۔ اس دور جمہوریت میں ملک کا ہر "جمعو ٹابرا" "بادشاہ گر" ہے۔ اب آپ خود سوچیئے کہ گرانی، بے روزگاری جیسے عجیب و غریب دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ان سے بہتر اور کوئی فوج ہو سکتی ہے؟

چنانچہ بمبئی سے ان دشمنوں کو "شہر بدر" کرنے کے لئے ہڑتالی عوام نے ۲۰ اگست کو بمبئی بند کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور صبح ۶ بجے ۲۰ اگست کو بمبئی بند بھی ہو گیا بھارت کا یہ عروس البلاد جس کی رونق، چہل پہل اور گہما گہمی کا کوئی دوسرا شہر مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ ۲۰ اگست کو پورے شہر کی فضا سوگوار سی ہو گئی۔ چوڑی چوڑی سڑکیں جو اور دنوں ٹریفک کی زیادتی کے باعث تنگ گلیاں معلوم ہوتی تھیں۔ آج ان پر سیر گشت کرنے میں بڑا لطف آرہا ہے۔ جو شام کو شہر کے ایک حصے کی سیر کرنے نکلا تو دیکھا کہ وہی سڑکیں جہاں پہلے قدم دھرنے سے پہلے کلمہ طیبہ اور استغفار کا ورد کر لیا کرتا تھا آج شہر کے بے فکرے ٹولیاں بنا بنا کر ان کے بیچ بیٹھے ہیں کہیں سڑک پر کرکٹ کا کھیل ہو رہا ہے۔ کہیں فٹ بال اور کہیں تینگ بازی۔ وہ منزلہ بسیں جن کی گڑگڑاہٹ سے دھرتی کی چھاتی دہلتی رہتی تھی۔ آج بالکل غائب تھیں۔ ٹیکسیاں جن کی ریل پیل میں سڑک طے کرنا دوبھر ہو جاتا تھا۔ آج وہ سوگوار عورتوں کی طرح سڑک کے کنارے کھڑی تھیں۔ پرائیویٹ کاریں خال خال نظر آتی تھیں۔ حالانکہ شام کو بمبئی کی سڑکوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ جب گاڑیاں گذرتی ہیں۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہزاروں گاڑیاں یا تو کسی ساتھ دشمن پر چڑھائی کرنے چلی جا رہی ہیں یا میدان جنگ سے بھاگی آرہی ہیں۔ لیکن آج لوگ سڑکوں پر گلگشت کر رہے تھے۔ ہوٹل جو بمبئی کی زندگی کے لازمی جزو ہیں۔ وہ تمام ہوٹل بند تھے۔ دکانوں کے کھلنے کا کوئی سوال ہی نہ تھا۔ کپڑے کی ساری ملیں بند تھیں۔ ان ملوں کے چھ لاکھ مزدور اس بمبئی بند تحریک میں حصہ لے رہے تھے۔

جس طرف نظر اٹھا کر دیکھتے ایسا معلوم ہوتا کہ آج شہر پر لال جھنڈے کا راج ہے۔ شاید ترنگے جھنڈے نے ایک دن کے لئے لال جھنڈے کو "بچہ سقہ" کی طرح راج پاٹ سونپ دیا تھا۔

لوگوں کا خیال ہے کہ ہڑتال سو فی صدی کامیاب رہی۔ یہ اور بات ہے کہ میں نے اس فضا میں بھی کباب بیچنے والوں کو دیکھا کہ وہ فٹ پاتھ پر بڑے اطمینان سے آگ اور سیخوں کے سامنے بیٹھے ہیں۔ اور بے فکروں کی ٹولیاں چٹخارے لے لے کر کباب روٹی کھا رہی ہیں۔

اس ہڑتال کی سو فی صدی کامیابی کا اصل سبب عوامی مطالبات ہیں۔ گرانی، بے روزگاری اور غذائی قلت۔ ہر شخص کا یہ مطالبہ ہے کہ ان جان لیوا دشمنوں کو ملک سے باہر کیا جائے۔ لیکن کیا اس قسم کی ہڑتالوں سے یہ بلائیں ٹل جائیں گی۔ اس کا جواب مستقبل دے گا۔ یا کیا سچ مچ عوام کے نزدیک ان مشکلات کا حل بمبئی بند جیسی ہڑتالوں میں ہے۔ اس کا جواب بھی اگلے جنرل الیکشن کے بعد معلوم ہو گا۔ اس دن اور اس گھڑی کا انتظار کیجئے۔

لندن میں تین سپاہیوں کا قتل

معلوم نہیں لندن کے اخبار اور ریڈیو کو کیا ہو گیا ہے کہ لندن پولیس کے تین آدمی جو دن دہاڑے قتل کر دیئے گئے تو ان پر قیامت سی آگئی۔ لکھتے ہیں کہ یہ سپاہی چند مجرموں کا سراغ لگانے لندن کے ایک علاقے میں گئے۔ اور جب وہ اپنی جیپ سے اترنے لگے تو تینوں کو تین آدمیوں نے گولی کا نشانہ بنا دیا۔ اہل لندن کی گھبراہٹ دیکھیے کہ وہ اس دن سے اس واقعہ پر واویلا مچا رہے ہیں۔ اخبارات اور ریڈیو اس کو نہایت سنگین اور افسوسناک بلکہ شرمناک واقعہ بتا رہے ہیں۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ قاتلوں کی نہایت سرگرمی سے تلاش کرے۔ بلکہ یہاں تک مطالبہ ہو رہا ہے کہ بطور تجربہ پانچ سال کے لئے لندن میں جو سزائے موت منسوخ کر دی گئی ہے۔ وہ سزا پھر جاری کی جائے تا ان قاتلوں کو پھانسی کے تختے پر کھڑا کیا جا سکے۔ ایک مطالبہ یہ بھی ہے کہ لندن پولیس کو مسلح کر دیا جائے۔ اس انکشاف پر میں تو بالکل بھونچکا سا رہ گیا۔ کیا لندن کی پولیس نہتی رہتی ہے۔ ہاں۔ اور وہاں کا پولیس کمشنر اس واقعہ کے بعد بھی پولیس کو مسلح کرنے کا سخت مخالف ہے۔ اس کا قول ہے کہ اس طرح انگلش معاشرہ خراب ہو جائے گا یہ بات ہر چند دور کی ہو مگر ہم بھارتیوں کو تو بے تکی ہی معلوم ہو گی۔

ان مطالبات کے ساتھ مقتول سپاہیوں کے پسماندگان کو پورے انگلستان سے عطیہ جات موصول ہو رہے ہیں۔ ایک سرمایہ دار نے تو ایک لاکھ پونڈ کا عطیہ دیا اور کہا کہ اس سے ایک ایسا ٹرسٹ قائم کیا جائے اور پولیس کے مصیبت زدہ خاندانوں کی مدد کی جائے۔ واقعی لندن کے لوگ بھی اعجوبہ روزگار ہیں۔ پولیس سے اتنی ہمدردی کہ ان کے غم میں گھلے جا رہے ہیں۔ وہ ذرا بھارت آئیں جہاں پولیس کا محکمہ "آؤٹ آف ڈیٹ" ہوتا جا رہا ہے۔ یہاں تو انتظامیہ اور عدلیہ دونوں محکمے آہستہ آہستہ سرپنچ کے حوالے کئے جا رہے ہیں۔ حکومت عوامی جو ٹھہری۔ اگر لندن کے بابو صاحبان پولیس کے ساتھ بھارتیوں کا سلوک دیکھیں تو ان کو معلوم ہو گا کہ وہ اس زمانے میں جو پولیس والوں سے عشق لڑا رہے ہیں تو "آؤٹ آف ڈیٹ" ہو چکا ہے۔

بھارت کے سورما اور وطن دوست نواسیوں کا کردار دیکھیئے۔ یہاں پولیس کو ڈاکو اغوا کر کے لے جاتے ہیں مگر کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ مظاہرین اور ہڑتالی بڑے بڑے پولیس افسروں کا سر توڑ ڈالتے ہیں اور کبھی کبھی ان کو موت کے گھاٹ بھی اتار دیتے ہیں مگر یہاں آج تک کسی نے پولیس کی حمایت میں یہ مطالبہ بھی نہیں کیا کہ ان واقعات کی تحقیق کرائی جائے بھارت کی پوزیشن بھی اور پولیس راج۔ رام رام۔ یہاں تو جنتا کا راج ہے اگر جنتا میں سے کسی کو

پولیس کی پالیسی سے خراش بھی لگے گی تو اس کو افسوسناک و شرمناک واقعہ قرار دیا جائے گا۔ اور اس کی پاتال تک تحقیقات کرائی جائے گی۔ اور اگر جنتا کے پتھروں سے پولیس والے مر گئے تو بس یوں سمجھ لیجئے کہ "مر گیا مردود جس پر فاتحہ نہ درود" والی مثل صادق آگئی۔

ابھی مہینے کی بات ہے کہ ایک دن "انڈین ایکسپریس بمبئی" کے ایڈیٹر نے بیہودہ لاٹھی چارج کرنے پر پولیس کو تاڑن کا نگہبان لکھ دیا۔ بیچارہ یہ ایڈیٹر مسٹر انگلش نژاد ہے۔ اسے کیا خبر کہ بھارتی جنتا کا مزاج کیسا ہے۔ اپنے کمیشن کو لندن کا کوئی کمیشن سمجھ کر جو جی میں آیا لکھ ملا۔ بس کیا تھا جنتا میں بے چینی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اور ایک شخص نے قرآن کو ڈانٹ پلائی کہ خبردار جو آئندہ پھر ایسا لکھا۔ یہی پولیس تاڑن کی نگہبان کب سے ہو گئی۔ یہ تو پہلے درجے کی توہین عدالت واقع ہوئی ہے۔

یہ سطور پڑھ کر کوئی محقق کو یہ لقمہ دے سکتا ہے کہ یہ فرق ان دونوں ملکوں کے عوامی مزاج کا نہیں بلکہ پولیس کے کردار کا ہے۔ یہ بات بھی کچھ کچھ درست ہو سکتی ہے۔ مگر یہ بھی بالکل صحیح ہے کہ بھارتی عوام کی پولیس سے خدا واسطے کی بیر بڑھتی جا رہی ہے۔ حالانکہ یہ خدمت خلق کا سب سے اچھا محکمہ ہے اور اس کی ہر دوست انسان کے دل میں قدر ہونی چاہیئے۔

تھمبا کا راکٹ سنٹر

جولائی کے آخری ہفتے جب میں تحریک جدید کے سلسلے میں جنوبی ہند کا دورہ کرتا ہوا حیدر آباد پہنچا تو اتفاق سے وہاں "تھمبا" (کیرالا) کے راکٹ سنٹر سے ایک وفد حیدر آباد آیا ہوا تھا۔ وہ گھوم گھوم کے بھارتی عوام کو راکٹ سازی سے متعلق معلومات فراہم کر رہا تھا۔ یہاں یہ بھی کہ شبادہ کار یوں سے گھبرایا ہوا ہوں۔ اور ہر گھڑی اس دن کو تھوک رہا ہوں۔ جس دن اس کرۂ ارض کے قید خانے سے نکل کھاگنے کا موقعہ ہاتھ آئے گا۔ اس وفد کی آمد پہ بہت خوش ہوا۔ ہمارے نوجوان سائنس دان مکرم حافظ محمد صالح صاحب مجھے اپنے ہمراہ وومن کالج لے گئے۔ جہاں آنے والے وفد کی راکٹ سازی کے عنوان پہ تقریر ہونے والی تھی۔

وہاں پہنچ کر مجھے معلوم ہوا کہ صوبہ کیرالا کے "تھمبا" نامی مقام پر ہماری سرکار نے راکٹ اسٹیشن قائم کیا ہے۔ اور وہاں بڑے زور و شور اور جوش و خروش سے راکٹ سازی کے موضوع پہ ریسرچ ہو رہا ہے۔ مجھے ان کی تقریر سنکر ایسا محسوس ہوا کہ اگر امریکہ "اپالو پروگرام" کے ماتحت ۱۹۷۰ء تک انسان کو چاند پر پہنچانا چاہتا ہے تو ہم بھارت والے اگر اسی اسپیڈ کی اچھا ہوئی تو کسی پروگرام کے بغیر ہی اس سے پہلے چاند پر پہنچ جائیں گے۔ ہم ہر چند غریب کہو گے اور جاہل بھی۔ مگر یہ کیا ضرور ہے کہ چاند کی دوڑ میں بھی امریکہ اور روس سے پیچھے رہ جائیں۔

شیخ عبداللہ

شیخ عبداللہ کی شخصیت اکثر سیاست دانوں کے نزدیک موضوع بحث بنی رہتی ہے مگر ہند سرکار کی اس نظر انتخاب پر کسی نے غور نہیں کیا کہ اس نام نہاد سیاسی لیڈر کو "کوڈی کنال" میں کیوں نظر بند کیا گیا۔ سیاسی قیدیوں کو اس جگہ سے کیا مناسبت۔ یہاں تو ہند سرکار نے مشاہدہ آفتاب کے لئے ایک بڑی سی دوربین نصب کر رکھی ہے۔ جہاں ہیئت دان سورج کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ سورج میں شگاف پڑتا ہے دور دور طوفان آتا ہے۔ تیز و تند آندھیاں چلتی ہیں۔ اور کبھی کبھی اس کی گرمی اتنی پھیل جاتی ہے کہ بعض دور دراز کے کرے لمحہ بھر میں جل جانے کا خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ جیسا ابھی چند ماہ پہلے کرۂ ارض کے جل کر راکھ ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ غرض "کوڈی کنال" میں بیٹھ کر سائنس دان دوربین کے ذریعہ سورج کے اندر کی طبعی خواص و تغیرات کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ اب رہ گئے شیخ عبداللہ تو ان کو سورج کے اتار چڑھاؤ سے کیا سروکار۔ یہ تو ایسے لیڈر ہیں کہ ساری زندگی قوم کے درمیان گزار دی مگر ابھی تک اس کا مزاج بھی نہیں پہچان سکے۔ بھلا ایسا شخص سورج کے تلون مزاجی کو کیا سمجھ سکے گا۔

درخواست دعا۔ مکرم مولوی سید محمد احمد صاحب معاون حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب کٹکی کے فرزند ارجمند ہیں۔ کئی سال دینی خدمات لبطور معلم بجا لائے ہیں۔ اب پیرانہ سالی اسیر انگر کی جیالی کی کمی میں مبتلا ہیں۔ فالج کا حملہ اور بواسیر تکلیف دے رہے ہیں۔ آنمکرم بہت کمزور اور نحیف ہو گئے ہیں۔

مکرم مولوی عبدالحمید صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر بھی اور پیرانہ سالی کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کی صحت کیلئے کرولیش بعد پنوں جماعت کے بزرگان اور جماعتوں کی خدمت میں عاجزانہ درخواست دعا ہے۔ نیز اڑیسہ کی جماعتوں کی روحانی صحت اور ترقی کے واسطے بھی دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ایمان اور اخلاص میں ترقی عطا فرمائے اور سب کو نیک صالح احمدی بنائے۔ آمین

طالب دعا احتر فضل الرحمن تاشفنا امیر اڑیسہ

ارشاد حضرت المصلح الموعودؓ اور احباب جماعت

چندہ وقف جدید کے وعدہ جات کا سلسلہ ابھی تک بفضلہ تعالیٰ جاری ہے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر اکثر مخلصین جماعت اپنے چندوں کو دوگنا اور بعض سہ گنا اور اس سے بھی زیادہ وعدہ کر رہے ہیں۔ جن کی دو فہرستیں بغرض دعا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی جا چکی ہیں اور اب تیسری فہرست بھی بغرض دعا بھیجی جا رہی ہے اور چوتھی فہرست بھی تیار کی جا رہی ہے۔ تاہم بعض جماعتوں یا افراد کی طرف سے اب تک دوگنا چندہ کے وعدے موصول نہیں ہوتے ہیں۔ انہیں میں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جلد اس طرف متوجہ ہوں کیونکہ حضرت المصلح الموعودؓ نے فرمایا ہے کہ

> "یہ کام خدا کا ہے اور اس نے بہر حال ہو کر رہنا ہے
> قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا۔
> پس یہ کام ہو کر رہے گا اگر تم نہیں کرو گے تو تمہارا ہمسایہ کرے گا اور اگر وہ نہیں کرے گا تو کوئی اور کرے گا۔ بہر حال غیب سے اس کی ترقی کے سامان ہوں گے۔ پچھلا پچاس سالہ تجربہ تمہارے سامنے ہے دشمن نے لاکھ روکاوٹیں ڈالیں اس نے کروڑوں حیلے کئے۔ اور اس نے طعنے بھی دیئے اس نے گالیاں بھی دیں اس نے بُرا بھلا بھی کہا بڑے بڑے لوگ مخالفت کے لئے بھی اٹھے انہوں نے چاہا کہ سلسلہ کی ترقی کو روک دیں مگر خدا کا کام ہو کر رہا۔ اس نے الہام کر کے ایسے لوگ کھڑے کر دیئے جو اس کے دین کے انصار بنے اور یقیناً اب بھی ایسا ہی ہو گا۔
> لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے ہر شخص اپنے عمل سے ثابت کرے کہ جب امتحان کا وقت آیا تو تم نے اسلام اور احمدیت کے لئے وہ قربانی کی جس قربانی کا اسلام تم سے مطالبہ کرتا تھا اور تم اپنے عمل اور اپنی قربانیوں کے لحاظ سے گذشتہ جماعتوں سے پیچھے نہیں رہے بلکہ ان سے آگے بھی بڑھے۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

ارشاد حضرت فضل عمر مصلح موعودؓ

> "فوری ضرورتوں پر کام آنے والے روپے کے سوا تمام روپیہ بنکوں میں دوستوں کا جمع ہے وہ بطور امانت خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل ہونا چاہیئے۔"

اس امانت میں آپ کا جمع شدہ روپیہ آپ کو آپ کی ہدایت آنے پر دفتر ہذا اپنے خرچ پر بھجوائے گا۔ حساب رکھنے کی کوئی فیس دفتر کی طرف سے چارج نہیں کی جاتی۔ اور سال میں ایک دفعہ سارے سال کی تفصیل آمد و خرچ دفتر کی طرف سے آپ کو بھجوائی جائے گی۔ آپ کا حساب ہر طرح پرائیویٹ رکھا جائے گا۔

امید ہے احباب کرام حضور اقدسؓ کے ارشاد کی تعمیل میں زیادہ سے زیادہ رقوم بطور امانت خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کرا کے عند اللہ ماجور ہوں گے۔ جزاکم اللہ

خاکسار محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

معلم مدرسہ احمدیہ بنکال کا ایک ایڈریس

گذشتہ دنوں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ جب صوبہ اڑیسہ کے تربیتی دورہ پر تشریف لے گئے تو آنمحترم کے بنکال پہنچنے پر وہاں کے مدرسہ احمدیہ کے معلم مکرم محمد شمس الحق صاحب نے آپ کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا جس میں مدرسہ کی تعلیمی خدمات کا تذکرہ کیا۔ اور محترم صاحبزادہ صاحب موصوف سے مدرسہ کی ترقی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو اسلام و سلسلہ کی ترقی کا باعث بنائے۔ آمین۔

دعائے نعم البدل۔ نہایت ہی افسوس سے اطلاع دیجاتی ہے کہ مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب ایم۔اے کلکتہ جو تبلیغی امور میں خصوصیت سے دلچسپی لینے والے ہیں کی صاحبزادی جو ہسپتال میں داخل تھی ۱۸ اگست کو فوت ہو گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مکرم ماسٹر صاحب اور انکے عزیزوں کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے فضل سے نعم البدل عطا کرے۔ خاکسار مرزا وسیم احمد

عیسائی مشن حیدرآباد (دکن) سے چند استفسارات

(از محترم مولوی محمد عمر صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن حیدرآباد دکن)

(حیدرآباد کے عیسائی مشن کی طرف سے حیدرآباد و سکندرآباد کے مسلمانوں میں وسیع پیمانہ پر ایک پمفلٹ کی تقسیم کی جا رہی ہے جس میں مسلمانوں کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ بائیبل کا باقاعدہ مطالعہ کریں اور اس کے لئے مجوزہ سہ ماہی نصاب منگوا کر پڑھیں۔ تاکہ ابدی نجات کو راہ حاصل ہو جائے۔ اس ضمن میں خاکسار نے The Principal Bible Correspondence Course کے نام جس کی طرف رجوع کرنے کے لئے پمفلٹ میں کہا گیا ہے۔ بائیبل کے حوالوں کی روشنی میں چند سوالات مرتب کر کے بذریعہ رجسٹری چٹھی ارسال کئے ہیں جو درج ذیل ہیں)

مکرمی تسلیم!

آپ کی طرف رجوع کرنے کی تلقین کرتے ہوئے ایک پمفلٹ دستیاب ہوا جس میں تمام مسلمانوں کو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے ایک ارشاد کی روشنی میں حضرت مسیح ناصری کی سیرت و سوانح سے بخوبی واقفیت حاصل کرنے اور اس طرح ابدی نجات پانے کی دعوت دی گئی تھی۔ اس کے لئے باقاعدہ ایک سہ ماہی نصاب بھی مقرر ہے جو آنمکرم سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

مذکورہ پمفلٹ اس فقرہ سے شروع ہوتا ہے کہ "محمد صاحب نے فرمایا ہے کہ حضرت مسیح ایک عظیم انسان اور اسرائیلی نبی تھے۔ لیکن مسلمان حضرات میں سے تھوڑے آپ کی زندگی سے واقف ہیں۔" بلاشبہ حضرت مسیح ایک عظیم انسان اور ایک اسرائیلی نبی تھے۔ قرآن کریم اور اقوال رسول عربی سے ہم بخوبی واقف ہو چکے ہیں کہ آپ اس دنیا میں ایک انسان ہونے کی حیثیت سے حضرت مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئے اور ایک لمبے عرصہ تک ایک انسان کی حیثیت سے دنیا میں رہنے کے بعد اس عالم گذران سے کوچ کر گئے۔ قرآن کریم اور انجیل مقدس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی آمد کی اغراض صرف دو ہی تھیں یعنی توحید کی تبلیغ و اشاعت اور ایک عظیم الشان رسول کی بشارت۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ حضرت عیسے بن مریم نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں صرف تمہاری طرف رسول بن کر آیا ہوں۔ اور میرے آنے کا مقصد تورات کی تصدیق کرنا اور اپنے بعد آنے والے ایک عظیم الشان پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت دینا ہے (سورہ الصف)

قرآن کریم کے اس ارشاد کی تصدیق انجیل بھی کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ:-

"میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔" (متی $\frac{15}{24}$)

جو آپ اپنے شاگردوں کو یہ ہدایت دے کر تبلیغ کے لئے بھیجتے ہیں کہ

"غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا" (متی $\frac{10}{5،6}$)

اسی طرح کے کئی اور حوالوں سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کا مشن صرف بنی اسرائیل تک محدود تھا۔

نیز آپ اپنی بعثت کی غرض یوں فرماتے ہیں کہ:-

"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔" (متی $\frac{5}{17،18}$)

نیز آپ فرماتے ہیں کہ

"اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔" (یوحنا $\frac{14}{30}$)

نیز لکھا ہے کہ:-

"لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روح حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا۔" (یوحنا $\frac{15}{26}$)

انجیل مقدس کے مذکورہ تمام حوالجات حسب بالا قرآنی آیات کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت کی غرض سے بخوبی واقفیت حاصل ہو جاتی ہے۔

لیکن موجودہ عیسائیت وہ عقائد اپنا چکی ہے جو مذکورہ تعلیمات سے بالکل برعکس ہیں مثلاً الوہیت مسیح۔ تثلیث۔ کفارہ کی تعلیم۔ یسوع مسیح کی صلیبی موت۔ اس صلیبی موت پر یقین رکھنے کے نتیجہ میں نجات کا حاصل ہونا۔ یہ تمام ایسے عقائد ہیں جن کی وضاحت ساری بائیبل سے کہیں بھی معلوم نہیں ہوتی۔

چونکہ آپ کے ادارے کی طرف سے بائیبل کے مطالعہ اور اس طرح حضرت مسیح ناصری کے تعلق سے بخوبی واقفیت حاصل کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ اس لئے مناسب سمجھتا ہوں کہ بائیبل ہی کے حوالوں کی روشنی میں آپ کی خدمت میں بعض امور کی وضاحت چاہوں۔ اس امید پر کہ آپ ضرور ان استفسارات کا تسلی بخش جواب بائیبل ہی کی روشنی میں ارسال فرمائیں گے درج ذیل کرتا ہوں:-

۱۔ بائیبل کا مطالعہ ہمیں الہیات کی رہنمائی کرتا ہے کہ اصل مسیحیت توحید کی علمبردار تھی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ میں خداوند ہوں اور کوئی نہیں۔ میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ (یسعیاہ $\frac{45}{5}$)

"سن اے بنی اسرائیل، خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔ تو اپنے سارے دل اور ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے خداوند اپنے خدا سے محبت رکھ" (استثناء $\frac{6}{4}$) (مرقس $\frac{12}{29}$)

نیز لکھا ہے

"سب کا خدا اور باپ ایک ہی ہے جو سب کے اوپر اور سب کے درمیان اور سب کے اندر ہے (افسیوں $\frac{4}{6}$)"

"لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر" (متی $\frac{4}{10}$)

ان واضح اور صاف تعلیمات کی موجودگی میں موجودہ عیسائیت تثلیث یعنی باپ، بیٹا، روح القدس تین خداؤں کی منادی کس بنیاد پر کرتی ہے۔ کیا حضرت مسیح ناصری کی تعلیمات میں سے اس عقیدہ کی طرف کوئی روشنی ملتی ہے؟

۲۔ اصل مسیحیت میں حضرت مسیح ناصری کا مقام صرف ایک نبی اور پیغمبر کا تھا۔ نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ چنانچہ حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ

"ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں" (یوحنا $\frac{17}{3}$)

لیکن موجودہ عیسائیت حضرت مسیح کو ایک نبی اور رسول کہنے کی بجائے خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیتی ہے۔ یہ تضاد کیوں۔

۳۔ اصل مسیحیت میں نجات کا ذریعہ نیک اعمال اور توبہ کو قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

"اے میرے بھائیو! اگر کوئی کہے کہ میں ایماندار ہوں مگر عمل نہ کرتا ہو تو کیا فائدہ؟ کیا ایسا ایمان اسے نجات دے سکتا ہے؟" (یعقوب $\frac{2}{14}$)

نیز لکھا ہے:-

"پس ہر طرح کی بدخواہی اور سارے فریب اور ریاکاری اور حسد اور ہر طرح کی بدگوئی کو دور کر کے نوزاد بچوں کی مانند خالص روحانی دودھ کے مشتاق رہو۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے نجات حاصل کرنے کے لئے بڑھتے جاؤ۔" (۱ پطرس $\frac{2}{1،2}$)

نیز ملاحظہ ہو:-

"میں راستبازوں کو نہیں بلکہ گنہگاروں کو توبہ کے لئے بلانے آیا ہوں۔" (لوقا $\frac{5}{32}$)

حضرت مسیح کی ان صاف تعلیمات کی موجودگی میں صرف کفارہ پر ایمان لانے سے نجات کس طرح حاصل ہو سکتی ہے جبکہ یہ عقل اور نقل کے بالکل خلاف ہے؟

۴۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا مشن صرف بنی اسرائیل کے لئے تھا۔ زندگی بھر مسیح ناصری نہ صرف اس پر قائم رہے بلکہ اپنے شاگردوں کو بھی تلقین فرمائی کہ غیر قوموں کے پاس مت جانا (متی $\frac{10}{5}$) نیز آپ فرماتے ہیں کہ:-

"میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ . . . .

. . . لڑکوں کی روٹی کتوں کے آگے ڈالنا اچھا نہیں۔" (متی $\frac{15}{24-26}$)

اس کے برعکس موجودہ عیسائیت نے غیر قوموں میں تبلیغ شروع کر رکھی ہے۔ اور اس قومی مشن کو عالمگیر قرار دیا جانے لگا ہے عیسائیوں کے نئے عہد نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر قوموں کے پاس جانے کی ابتداء پولوس رسول نے اپنے مخالفین کی مخالفت سے تنگ آکر نہایت بیزاری اور ضد کی بنا پر کی تھی جیسا کہ اعمال $\frac{18}{6}$ میں لکھا ہے "جب لوگ مخالفت کرنے اور کفر بکنے لگے تو اس نے اپنے کپڑے جھاڑ کر ان سے کہا کہ تمہارا خون . . .

وصایا

نوٹ :- وصایا منظوری سے پہلے اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی وصیت کے بارے میں کوئی اعتراض ہو تو اس کے متعلق مجلس کار پرداز بہشتی مقبرہ کو اس کی اطلاع دے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۳۴۸۷ :- میں محمود احمد ولد ڈاکٹر محمد امام صاحب قوم احمدی پیشہ فی الحال بیکاری یعنی طالب علمی تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بنگلور ڈاکخانہ خاص ضلع بنگلور صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ میں ابھی طالب علم ہوں مجھے اپنے والد صاحب کی طرف سے مبلغ دس روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتا ہے۔ میں اس کے یا آئندہ جو بھی میری آمد ہو گی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ثابت ہو گی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد محمد احمد موصی

گواہ شد بی۔ ایم البشیر احمد صاحب ولد حضرت محمد موسیٰ رضا صاحب
B. M. Nisar and Co
26, New Market
Bengalore - 2

گواہ شد ڈاکٹر محمد امام والد موصی ہسٹ البرٹ وکٹر روڈ بنگلور ۲

وصیت نمبر ۱۳۵۰۰ :- میں پی احمد علی عرف پی کنجالی ولد غزالی صاحب قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۷۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۱ء ساکن مرکرا محلہ ماد ھوپیٹ ڈاکخانہ خاص ضلع مرکرا صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :-

میری جائداد حسب ذیل ہے جو میری بیوی عائشہ بی صاحبہ کے ساتھ مشترک بحصہ برابر ہے۔ (۱) ایک مکان جس کا رقبہ پندرہ سینٹ ہے اور جس کی نچلی منزل میں چند کمرے اور بالائی منزل میں تین کمرے ہیں یہ مکان محلہ جیاد ہیٹھ میں واقع ہے اور میری ملکیت ہے اس کی قیمت موجودہ چودہ ہزار روپیہ ہے۔

۲۔ ایک مکان جس کا رقبہ ۵ سینٹ ہے اور جس میں پانچ کمرے اور ایک برآمدہ ہے محلہ رانی پیٹھ مرکرا میں واقع ہے۔ اس کی قیمت ۲۵۰۰/- روپیہ ہے۔

۳۔ میرے پاس نقد پچاس ہزار روپیہ ہے۔ مجھے اپنے تجارتی کاروبار سے جو ٹھیکہ کی صورت میں ہوتا ہے مبلغ آٹھ سو روپے ماہوار آمد ہو جاتی ہے۔ اس میں بھی میری بیوی برابر کی حصہ دار ہے۔

میں اپنی مندرجہ بالا تمام جائداد اور اپنی آمد کے اپنے نصف حصہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور انشاء اللہ حصہ آمد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ثابت ہو گی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد پی احمد علی موصی عرف پی کنجالی ۱۷

گواہ شد جی کے فخر الدین ولد ساکن ہل روڈ مرکرا ۱۷

گواہ شد پی۔ ایچ اسمٰعیل ولد محی الدین صاحب۔ احمد ہل روڈ مرکرا ۱۷

وصیت نمبر ۱۳۵۰۶ :- میری نفیسہ صاحبہ زوجہ ای عبد الرحیم صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بڈاگرا ڈاکخانہ خاص ضلع کالیکٹ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :-

میری جائداد حسب ذیل ہے :-

مہر تین ہزار جو میرے شوہر کے ذمہ ہے اور زیور کا نسٹ طلائی قیمتی ۷۰۰/- روپے ہے۔ اس کے علاوہ کوئی جائداد غیر منقولہ یا آمد نہیں ہے۔ میں اپنے مہر کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ آئندہ اگر میری کوئی جائداد یا آمد ہو گی تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہو گی۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ثابت ہو گی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ پی نفیسہ موصیہ ۱۹

گواہ شد ای عبد الرحیم ولد ای حمزہ صاحب شوہر موصیہ ایڈیٹر ستیہ دوتن بنگلور ۱۹

گواہ شد ای ابراہیم ابن محمد کٹی صاحب ساکن کنانور ۱۹

وصیت نمبر ۱۳۵۵۹ :- میں وسیمہ بیگم زوجہ میر احمد صادق قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد ڈاکخانہ خاص ضلع حیدر آباد آندھرا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے :-

۱۔ حق مہر مبلغ دو ہزار روپیہ جو میرے شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے۔

۲۔ زیورات طلائی (۱) کنگن ایک عدد دو تولہ قیمت ۲۰۰/- روپیہ (ب) چمپا کلی ایک عدد تین تولہ قیمت ۳۰۰/- روپیہ (۲) نیکلس دو انگوٹھیاں چار تولہ ۴۰۰/- جملہ زیورات طلائی نو تولہ قیمت ۹۰۰/- روپیہ (۳) زیور نقرئی تولہ سے اسی تولے قیمت ۱۶۰/- روپے مبلغ زیورات قیمت ۱۰۶۰/- روپے

میں اپنی مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں میری وفات کے وقت میری جو جائداد ثابت ہو گی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ میری جائداد غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ مجھے دس روپیہ ماہوار جیب خرچ بھی ملتا ہے میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ وسیمہ بیگم موصیہ ۸

گواہ شد سیٹھ رشید احمد صاحب ولد سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم ساکن محلہ تپہ پلی جدید حیدر آباد دکن ۸

گواہ شد میر احمد صادق صاحب شوہر موصیہ ولد سید حسین ذوقی مرحوم ساکن آستانہ ذوقی محلہ سنت گنج حیدر آباد ۸

وصیت نمبر ۱۳۴۶۱ :- میں عبد الرحیم مالاباری ولد مولوی محی الدین صاحب مرحوم قوم احمدی پیشہ ریٹائرڈ عمر ۶۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن پینگاڈی ضلع کینانور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :-

میری جائداد حسب ذیل ہے (۱) تقریباً ساڑھے پانچ ایکڑ پہاڑی و پتھریلی قطعہ زمین جس پر تقریباً سو کے قریب آم کے پودے لگائے گئے تھے چند اور درخت بھی ہیں نگرانی سے اب تک کوئی آمد نہیں ہوئی فی الحال اس میں سے ۲۰ - ۳۰ روپے کی آمد سالانہ ہوتی ہے جو مویشی کے لئے خودرو گھاس بیچنے سے حاصل ہوتی ہے یہ زمین ۱۲۰۰ روپے کو خرید کی تھی اور تین ساڑھے تین ہزار روپے اس پر مزید خرچ بھی کئے گئے۔ اس کی موجودہ قیمت تقریباً ۵ ہزار روپے ہو گی گو دے خریدنے کیلئے کوئی گاہک ملنا مشکل ہے۔ میں اس زمین کی چوتھائی کا حصہ دار ہوں اور میرے حصہ کی قیمت ۱۲۵۰/- روپے بنتی ہے (۲) خالی بوریاں خریدنے اور بیچنے کی دو کمپنیوں میں میرا ۱/۳ حصہ ہے اور اس میں سے مجھے سالانہ ۱۵۰۰/- روپے اور ۲۰۰۰/- روپیہ کے قریب نفع ہوتا ہے یہ سالانہ آمدنی کبھی زیادہ ہوتی ہے اور کبھی کم جیسا کہ تجارتی کاروبار میں ہوتا ہے جو بھی نفع ہو میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بوقت وصولی اپنے چندہ میں ادا کرتا رہوں گا۔ میں اپنی موجودہ و آئندہ جائداد و آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میری وفات کے بعد میری جو جائداد ثابت ہو گی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

العبد عبد الرحیم مالاباری

گواہ شد Abdulah M. N. Ahmadia

گواہ شد S. V. Qamaruddin Road Pyngadi
Badar Jamat Ahmdyya Pyngadi

وصیت نمبر ۱۳۴۶۱ :- میں ایم۔ ای عبد اللہ ولد محی الدین صاحب قوم احمدی پیشہ دکانداری عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن پینگاڈی ڈاکخانہ خاص ضلع کنانور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری حسب ذیل جائداد ہے۔

(۱) رہائشی مکان اور وہ قطعہ زمین جس میں مکان بنایا گیا ہے قیمتی ۱۲۰۰۰/- روپے
(۲) تجارت میں میرا سرمایہ ۵۵۰۰/- "
(۳) مشترکہ جائداد میں میرے حصہ کی قیمت ۲۵۰۰/- "
۲۰۰۰۰/- روپے

رہائشی مکان اور مشترکہ جائداد سے مجھے کوئی آمدنی نہیں ہے مشترکہ جائداد میرے ایک سوتیلے غیر احمدی کے قبضہ میں ہے اور اسکی آمدنی وہی حاصل کرتے ہیں اور مجھے اس میں سے کچھ دیا نہیں کرتے اور ان کی آمد کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے۔ اسلئے میں اور دیگر شرکا ان سے اپنے اپنے حصہ کی آمدنی کا مطالبہ نہیں کیا کرتے ہیں۔ اس وقت میری آمدنی صرف تجارت کے ذریعہ ہے اور اس وقت تقریباً ... روپیہ ماہانہ ... اس کی آمدنی حاصل ہوتی ہے اس آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ ادا کرتا رہوں گا نیز اپنی جائداد کی وصیت کرتا ہوں ... ماہوار ... روپے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ انشاء اللہ۔ العبد ایم۔ ای عبد اللہ۔ گواہ شد عبد الرحیم مالاباری برادر موصی پینگاڈی - گواہ شد ایس وی قمر الدین صدر جماعت احمدیہ پینگاڈی۔

خبریں

لندن ۵ ستمبر۔ پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر شریف الدین پیرزادہ نے آج ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ بھارت میں ایٹمی طاقت کے کارخانوں میں ایٹم بم کی صلاحیتوں کی جانچ پڑتال کے لئے ایک کمیٹی بنائی جانی چاہیئے جس میں پاکستان کا نمائندہ بھی شامل ہو تاکہ یہ معلوم کیا جاسکے کہ بھارت ایٹم بم تو نہیں بنا رہا۔ کیونکہ اسے ایٹمی ری ایکٹر دینے والے ممالک نے ایٹمی ترقی کی جو سہولیات دی ہیں ان کا ناجائز استعمال بھی ممکن ہے۔ اور اس کی نگرانی ہونی چاہیئے۔

نئی دہلی ۵ ستمبر۔ آج لوک سبھا میں زبردست ہنگامہ ہوا۔ ارجن سنگھ ممبر سوامی رامیشورانند نے جو گئو ہتیا پر پابندی لگانے کے سلسلہ میں پارلیمنٹ کے باہر مظاہرہ کا معاملہ اُٹھانا چاہتے تھے۔ سر اچلانے "گئو ماتا کی جے" اور گئو ہتیا ری سرکار کا ناش ہو کے نعرے لگا ئے۔ سپیکر سردار حکم سنگھ نے انہیں ہاؤس سے نکل جانے کا حکم دیا مگر انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ سپیکر انہیں باہر نکلوا نے کے لئے مارشل کو بلانے والا تھا کہ کچھ اپوزیشن ممبروں نے سمجھاؤ دیا کہ اجلاس ملتوی کر دیا جائے۔ چنانچہ سپیکر نے نصف گھنٹہ کے لئے اجلاس ملتوی کر دیا جائے۔ چنانچہ سپیکر نے نصف گھنٹہ کے لئے اجلاس ملتوی کر دیا۔ اس وقت پارلیمنٹ کے باہر گئو ہتیا کے خلاف زبردست مظاہرہ ہو رہا تھا۔

نئی دہلی ۵ ستمبر۔ آج راجیہ سبھا میں کمیونسٹ گروپ کے لیڈر مسٹری بھوپیش گپتا نے مانگ کی کہ وزیر خزانہ شری سچندر چودھری ہاؤس میں اس امر کی وضاحت کریں اُنہوں نے کن حالات میں انفورسمنٹ کے ڈائریکٹر کو میسرز دگشام اینڈ کمپنی کے دفتر کی تلاشی لینے کے لئے معافی مانگنے کا حکم دیا اُنہوں نے کلکتہ کی ٹرنر موریسن کمپنی کے چیئرمین مسٹر ایس ایس پون کا ممبران پارلیمنٹ کے نام خط پڑھ کر سنایا جو وزیر خزانہ کو لکھا گیا ہے اور جس میں ان کے خلاف کئی الزامات عائد ہیں

نئی دہلی ۵ ستمبر۔ آج یونیورسٹی کیمپس میں طلباء نے دہلی ٹرانسپورٹ سروس کی ایک بس کو آگ لگا دی۔ بس میں کوئی آدمی نہ تھا۔ یہ واقعہ اُس وقت ہوا جبکہ احتجاجی طلباء کے گروہ مختلف کالجوں میں جا کر دوسرے طلباء کو ہڑتال کرنے کی غرض سے ترغیب دے رہے تھے۔

جماعتہائے احمدیہ جنوبی ہند

میں

مرکزی مالی وفد کا پروگرام دورہ

ستمبر کے تیسرے ہفتہ میں مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال قادیان اور مکرم مولوی بشیر لطیف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ کلکتہ جنوبی ہند کی جماعتوں میں مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق مالی دورہ کر رہے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ جملہ احباب جماعت و عہدیداران اس وفد سے پورا پورا تعاون فرمائیں گے اور مالی امور کے علاوہ حسب موقعہ جماعتوں کے تربیتی امور میں بھی اس وفد کی موجودگی سے فائدہ اُٹھائیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس دورہ کو مفید اور بابرکت بنائے۔ آمین

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	کیفیت
۱	قادیان	—	—	۲۰-۹-۶۶	
۲ ۳	حیدر آباد سکندر آباد	۲۴-۹-۶۶	۴	۲۸	مکرم امینی صاحب کلکتہ سے روانہ ہو کر ۲۳ کو حیدرآباد پہنچ جائیں گے
۴	کرنول	۲۹	۱	۳۰	
۵	چنتہ کنٹہ	۳۰	۲	۲-۱۰-۶۶	
۶	یادگیر	۳-۱۰-۶۶	۲	۵	
۷	بمبئی	۶	۲	۸	
۸	ہبلی۔ دھارواڑ	۸	۱	۹	
۹	شیموگہ	۱۰	۱½	۱۲	
۱۰	بنگلور	۱۳	۲	۱۵	
۱۱	مرکرہ	۱۵	۱½	۱۷	
۱۲	منگلور (موگرال۔ کسبہ۔ شمبھیشور)	۱۸	۱	۱۹	
۱۳	پینگاڈی	۱۹	۱½	۲۱	
۱۴	اسانور	۲۱	۲	۲۲	
۱۵	کوڈالی۔ کنڈلائی	۲۲	۱	۲۳	
۱۶	سالیکٹ (کوڈیا تھیور۔ منار گھاٹ۔ بیتھا پریم۔ کرولائی الانور)	۲۳	۳	۲۶	
۱۷	کروناگاپلی	۲۷ شام	۲	۲۹	
۱۸	کوٹار	۳۰	۲	۳-۱۱-۶۶	
۱۹	مدراس	۴-۱۱-۶۶	۲	۶ شام	
۲۰	دہلی	۹	۱	۱۰	
۲۱	قادیان	۱۱-۱۱-۶۶	—	—	

ضروری اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق اعلان کیا جاتا ہے کہ فی الحال موصی صاحبان کے صدر کے انتخابات ملتوی کر دیئے جاویں۔ اس بارہ میں قواعد مرتب کرنے کے بعد اطلاع دی جاوے گی اور انتخابات اس کے بعد ہوں گے۔ جن انتخابات کی رپورٹ بھجوائی جا چکی ہے ان کی منظوری نہیں دی جا رہی۔

(پرائیویٹ سیکرٹری)

ہندوستان کی جماعتوں کے احباب بھی اس سے مطلع رہیں۔ اور اخبار بدر میں اس سے متعلق جو اعلان شائع کئے گئے ہیں انہیں اس ارشاد کی تعمیل میں منسوخ سمجھا جائے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان